شمارہ 4
عقائد اہل سنت کا پاسبان
سہ ماہی
مجلہ
کلمۂ حق
لاہور
حضور کے علم غیب کے منکر منافق ہیں
حضور نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں
اہلسنت کا دیوبندیوں وہابیوں سے اصل اختلاف
مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی سے 18 سوالات
شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مسلک اعلحضرت
اکاذیب آل نجد
فیصلہ آپ کے ہاتھ میں
دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رشید گنگوہی کے فتاوی کی زد میں
مولوی عبداللہ دیوبندی گستاخ اہل بیت اور یزیدی ہے
وہابیوں کے تضادات
واقعہ کربلا اور درس عبرت و عمل
تحقیق وما اھل بہ لغیر اللہ
پیغمبر اسلام کی شان اقدس میں وہابیہ کے شیخ الاسلام کی گستاخی
دیوبندیوں وہابیوں کے عقیدہ ختم نبوت کے ڈھول کا پول
سبز عمامہ کا جواز اور دیوبندی کذاب
سنی اور وہابی کا مطلب

اہل سنت کے لئے امام اہل سنت
مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی درد بھری نصیحت

ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اسکی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبّے، عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جبّے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اسکے نام وعلم وظاہری فضل کو لیکر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اسکی بات بنانی چاہی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اسکی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے؟ قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جسکے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ انکی بدگو کی وقعت کیا کر سکے گا اگر چہ اسکا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ انکے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کریگا اگر چہ اسکا دوست یا برادر (بھائی) یا پسر (بیٹا) ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔ (تمہید ایمان، ص۶، ۷ مطبوعہ لاہور)

حسن ترتیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

ادارىہ

تمام حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو شافع محشر خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ کی آل پاک پر اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر۔

یہ محرم الحرام کا مبارک مہینہ ہے جس میں امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید جیسے فاسق وفاجر حکمران کے آگے کلمہ حق بلند کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے درجات کو مزید بلند و بالا فرمائے اور ہمیں بھی ان کے اسوہ پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پہلی بات آپ سے یہ کرنی تھی کہ محرم الحرام کے شروع ہوتے ہی فرقہ شنیعہ شیعہ کی طرف سے ماتم وسینہ کوبی، زنجیر زنی کے ذریعے خود کو حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا محب و وفادار ثابت کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ ان کی دیگر بدعات بھی کثرت سے عمل میں آتی ہیں۔ جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ان بدعات کی تفصیل اس شمارے میں شامل مضمون "واقعہ کربلا" اور "درس عبرت وعمل" میں ملاحظہ کریں۔ محرم الحرام کے حوالے سے ایک لمحہ فکریہ یہ ہے کہ کہنے کو تو سب یہی کہتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے محب ہیں لیکن یہ کیسی محبت ہے کہ جب باطل کے خلاف آواز اُٹھانے اور عملی جدوجہد کی باری آئے تو ...... الا ماشاء اللہ ...... سبھی اسوۂ حسین رضی اللہ عنہ کو بھول جاتے ہیں اور ماتم وسینہ کوبی کر کے ان کے نام کا لنگر تقسیم کر کے اور کھا کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہم نے اپنی ذمہ داری پوری کر لی۔ اگر انصاف نام کی کوئی چیز موجود ہے تو مجھے بتائیں کہ کیا آج ہمارے اوپر باطل، فاسق و فاجر حکمران موجود نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ تو بتایئے یہ مجرمانہ خاموشی یا زبانی کلامی چند جملے ان کی مذمت

میں کہنے سے اسوہ حسین پر عمل ہوتا ہے؟ حضرت امام عالی مقام نے چند نفوس کے ساتھ باطل کے ساتھ جہاد کیا۔ لیکن آج سب باطل کے خلاف چپ سادھ کر بیٹھے ہیں کیا یہی امام حسین کا مقصد تھا؟ اپنے ضمیر سے اس کا جواب مانگئے اور سوچئے کہ سب کس ڈگر پر چل رہے ہیں۔

محرام الحرام میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل ناصبی اور خارجی بھی سر اُٹھاتے ہیں اور امام حسین کے اقدام کو غلط ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے اہل سنت و جماعت ان سب سے خبردار رہیں خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

کلمہ حق کے قارئین کے لئے خوشخبریاں

پہلی خوشخبری: قارئین کے پُرزور اصرار پر کلمہ حق کے اس کتابی سلسلہ کو سہ ماہی کی بجائے دوماہی کیا جارہا ہے۔ کلمہ حق کا اگلا شمارہ دوماہی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دوسری خوشخبری: کلمہ حق کی ایک ویب سائٹ بھی بنائی گئی ہے جس پر کلمہ حق آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ویب سائٹ www.kalmaehaq.com

ضروری اطلاع: انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ شمارہ میں قارئین کی شرعی مسائل میں راہنمائی کیلئے ''آپ کے مسائل اور انکا شرعی حل'' کے نام سے ایک کالم کا آغاز کیا جارہا ہے۔ جس میں مناظر اسلام فاضل نوجوان علامہ مولانا راشد محمود رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ سوالات کے جوابات دیں گے۔ اپنے سوالات کو تحریری شکل میں بھیجنے کیلئے آخر میں درج پتہ نوٹ فرمالیں۔ (رابطہ نمبر 0321-4072549)

ضروری اعلان: قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر ان کے پاس علماء اہل سنت و جماعت کی نایاب کتب موجود ہیں تو براہ کرم ان کی فوٹوسٹیٹ کلمہ حق کو بھیجی جائے۔ جو کہ ان کے شکریہ کے ساتھ کلمہ حق میں یا الگ کتابی صورت میں شائع کروانے کی کوشش کی جائے گی۔ کتاب یا فوٹو کاپی بھیجنے کے بعد بذریعہ فون اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

خط و کتابت کا پتہ: قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور۔

میثم عباس رضوی 0313-4905969...... E.mail: massam.rizvi@gmail.com

ایڈیٹر کلمہ حق

حمد باری تعالیٰ

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

ساغرِ چشمِ ناز نے رنگِ دوئی مٹا دیا
دل میں وجودِ یار کا نقش قدم جما دیا

شمعِ جمالِ یار کا دل میں جو پرتوا پڑا
حُسنِ ازل نے آن کر وہمِ خودی مٹا دیا

صدقے ہوں کیوں نہ جان و تن عشق ہے دل میں شعلہ زن
نفسِ لعین کی شمع کو خوب ہی جھلملا دیا

آئینہ لا الٰہ کا جب کہ نظر میں آگیا
پھر تو اسی میں یار نے جلوۂ ھُو دکھا دیا

سوتے تھے بے خبر پڑے عالمِ کون سے پرے
چل کے ہوائے کون نے کیسا ہمیں جگا دیا

خلق میں خلق جب نہ تھی خالقِ خلق ذات تھی
کہہ کے زباں سے لفظِ کُن بندہ ہمیں بنا دیا

کہنے کو تھے وہ پارسا پایا جو رہ میں نقشِ پا
حافظؔ بادہ نوش نے سر کو وہیں جھکا دیا

نعت رسول مقبول ﷺ

«حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ»

روشن قمر ہوں رشکِ رخِ آفتاب کا
واللہ ہوں میں گوہر پاک خوشآب کا
ذرہ بنا ہوں جو شہِ گردوں جناب کا
در نجف ہوں خاک رہ بو تراب کا
دل ہوں تو ہوں میں برق کے اضطراب کا
اور دیدہ ہوں تو ابر کے چشم پُر آب کا
بے آشیاں ہوں بلبلِ خونیں جگر شہا
ہوں منتظر میں گل کی زباں سے جواب کا
مٹ جائے یہ خودی تو ملے جلوۂ خدا
افسوس خود ہی پردہ بنا ہوں حجاب کا
میرا سکوت شرمِ گنہ سے ہے دوستو!
ہوں میں لبِ خموش کتاب حساب کا
پُر سوز نالہ میرا ہے ظاہر ہے خونِ دل
ہوں سیخ میں کباب کے ساغر شراب کا
دامن پہ خوب مچلوں گا کیونکہ میں روزِ محشر
شہرہ ہے عاصیوں میں میرے انتخاب کا
حافظ نے خاک بوسیء میخانہ کی جو آج
بخشا یوں دستِ فیض نے ساغر شراب کا

درسِ قرآن

نص قرآن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکر پکے منافق ہیں

رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری (انڈیا)

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ۝ "(اے محبوب) آپ کہہ دیجیے کہ کیا مذاق کرنے کیلئے اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی رہ گیا ہے۔ باتیں نہ بناؤ۔ ایمان قبول کرنے کے بعد تم کافر و مرتد ہو گئے"۔ (در منثور)

شانِ نزول: بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے۔ اثنائے سفر میں کسی صحابی کا اونٹ گم ہو گیا۔ وہ اپنے عقیدہ کے مطابق سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریادی ہوئے اور غیب کی خبر رکھنے والے رسول ﷺ سے اپنے گم شدہ اونٹ کا پتہ دریافت کیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے علم کی روشنی میں فرمایا:

"تمہارا اونٹ فلاں وادی میں فلاں مقام پر کھڑا ہے"۔

وہ صحابی اُلٹے پاؤں سرکار ﷺ کے بتائے ہوئے مقام پر روانہ ہو گئے۔

اب اُدھر کا قصہ سنیے ------ لشکر میں کچھ منافقین بھی تھے۔ جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ حضور ﷺ نے کسی گم شدہ اونٹ کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ فلاں وادی میں فلاں مقام پر کھڑا ہے تو از راہ طنز انہوں نے آپس میں کہنا شروع کیا **وَمَا یُدْرِیْ مُحَمَّدٌ بِالْغَیْبِ** محمد ﷺ غیب کی بات کیا جانیں (یعنی معاذ اللہ انہوں نے یہ بالکل فرضی خبر دی ہے اونٹ فلاں مقام پر ہے) چھپی ہوئی باتوں کا حال انہیں کیا معلوم؟ یہ منافقین جب مدینہ پلٹ کر واپس آئے تو بعض صحابہؓ نے حضور ﷺ تک یہ خبر پہنچائی کہ فلاں فلاں لوگ حضور ﷺ کے علم غیب کے بارے میں اس طرح کا طنز کر رہے تھے۔ سرکار ﷺ نے جب انہیں بلا کر دریافت کیا تو ایک دم بدل گئے۔ کہنے لگے کہ ہماری قوم کے چند نوخیز لڑکوں

ے یونہی ازراہ مذاق آپس میں اس طرح کی باتیں کی تھیں۔ ویسے درحقیقت ہم لوگ حضور ﷺ کی غیب دانی کے منکر نہیں ہیں۔ ہمارا بھی وہی عقیدہ ہے جو عام صحابہؓ کا ہے اپنی صفائی میں وہ بیان دے ہی رہے تھے کہ روح الامین قرآن کی یہ آیتیں لے کر اُترے۔

تشریح: اللہ اکبر! اپنے محبوب ﷺ کی حمایت میں ذرا ان آیتوں کا تیور تو دیکھئے تنبیہات کی یہ لگا تار سرزنش لرزا دینے کیلئے کافی ہے۔

پہلی تنبیہہ: تو یہ فرمائی گئی کہ رسول ﷺ کی شان میں کسی طرح کا اہانت آمیز جملہ فقط رسول ہی کا انکار نہیں خدا کا بھی انکار ہے۔ آج جو لوگ توحید خداوندی کا نام نہاد سہارا لے کر اس کے رسول کی تنقیص کرتے ہیں وہ اس گمان میں نہ رہیں کہ یہ تنقیص صرف رسول کی ہی ہے۔ بلاتفریق یہ تنقیص شانِ خداوندی کی بھی ہے۔

دوسری تنبیہہ: یہ فرمائی گئی کہ رسول کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ کوئی فرضی چیز نہیں ہے کہ اُس کا مذاق اُڑایا جائے۔

اسلام و ایمان کے دوسرے حقائق کی طرح یہ بھی ایک ایسی مثبت حقیقت ہے جس کا انکار کرتے ہی اسلام و ایمان کے ساتھ کوئی رشتہ باقی نہیں ۱؎ رہ جاتا۔

تیسری تنبیہہ: یہ فرمائی گئی کہ رسول کی تنقیص و توہین بس یہی نہیں ہے کہ معاذ اللہ ان کی شان میں مغلظ الفاظ استعمال کئے جائیں بلکہ ان کی کسی لازمہ نبوت فضیلت و کمال سے انکار بھی ان کی تنقیص شان کیلئے کافی ہے۔

چوتھی تنبیہہ: یہ فرمائی گئی کہ دنیا میں بڑے سے بڑے گناہ کی معذرت قبول کی جاسکتی ہے لیکن شان رسول ﷺ میں گستاخی کا جملہ استعمال کرنے والوں کی کوئی تاویل نہیں سنی جائے گی۔ ۲؎

۱؎ نبوت کیلئے علم غیب لازم ہے کیونکہ نبوت غیب سے مطلع ہونے کا ہی نام ہے۔ نبی سے مطلق علم غیب کی نفی کرنا کفر ہے کہ یہ نبوت کو لازم ہے۔ لازم کی نفی اور انکار ملزوم کی نفی و انکار ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "**ان لہ صفۃ بھا یدرک ما سیکون فی الغیب**" (زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 20) یعنی نبی میں ایک صفت ایسی بھی ہوتی ہے جس سے وہ غیب میں ہونے والی باتوں کو جانتا ہے۔

۲؎ یعنی جو لفظ صریح طور پر گستاخی ہوگا، وہاں گستاخی کی کوئی تاویل نہیں سنی جائے گی۔ کیونکہ لفظ صریح تاویل کا قابل نہیں ہوتا۔ چنانچہ خفاجی شرح شفا میں اور انور شاہ کشمیری دیوبندی اکفار الملحدین میں لکھتے

پانچویں تنبیہہ: یہ فرمائی گئی کہ کلمہ گوئی اور اسلام کی ظاہری نشانیاں توہین رسالت کے نتائج و احکام سے کسی کو بچا نہیں سکتیں۔ لاکھ کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے تنقیص شانِ رسول کے ارتکاب کے بعد اس کیلئے دائرہ اسلام میں اب کوئی گنجائش نہیں ۱؎ ہے۔ تکفیر کے ذریعے اس کے اخراج کا اعلان کر دینا ضروری ہے تاکہ مسلم معاشرہ اس کے نمائشی اسلام سے دھوکہ نہ کھائے۔ اور اس کے ساتھ دینی اشتراک کا کوئی تعلق باقی نہ رکھا جائے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ہیں کہ "**التاویل فی لفظ صراح لا یقبل**" (شرح شفا نسیم الریاض جلد 2 صفحہ 378 اکفار الملحدین صفحہ 62) اور ضروریات دین میں تاویل کرنے سے کفر سے نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں "**والتاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر**" (اکفار الملحدین صفحہ 59) لہذا گستاخ نبوت کو جس نے صریح گستاخی کی ہے ضرور کافر و مرتد قرار دیا جائے گا۔ اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر قرار پائے گا۔ اور گستاخ نبوت کا قتل بھی واجب ہے۔ اسے کوئی معافی نہ دی جائے گی۔ چنانچہ مولانا علی قاری شرح شفا میں اور انور شاہ کشمیری دیوبندی اکفار الملحدین میں لکھتے ہیں "**اجمع العلماء عی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنتقص لہ کافر و من شک وی کفرہ و عذابہ کفر**" (اکفار الملحدین صفحہ 41/50)۔

یعنی علماء کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا گستاخ کافر ہے۔ اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ کشمیری صاحب لکھتے ہیں "**ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ ان یعفو عن سابہ ولہ ان یقتل وقع کلا الامرین و اما لامۃ فتجب علیھم قتلہ ـ۷۲لا تقبل توبۃ ـ ۴۱**" یعنی نبی اکرم ﷺ کو حق تھا کہ اپنے گستاخ کو معاف فرمادیں یا قتل کرا دیں۔ اور یہ دونوں باتیں واقع ہوئیں اور اُمت پر بہر حال گستاخ نبوت کا قتل واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی (اکفار الملحدین، انور شاہ کشمیری)

۱؎ اسی کی تائید انور شاہ کشمیری کی زبانی سنیے، فرماتے ہیں "**لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام و ان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات**" (اکفار الملحدین صفحہ 11) یعنی ضروریات اسلام کی مخالفت اور خلاف ورزی کرنے والے کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں اگر چہ وہ قبلہ کو منہ کر کے نمازیں پڑھیں اور اگر چہ عمر بھر ہمیشہ طاعات و عبادات بجالاتا رہے اس کی کوئی پروانہ کی جائے گی۔ (فقیر قادری)

درسِ حدیث

(علامہ سیّد احمد سعید کاظمی امروہوی قدس سرہٗ)

"عن معاویة قال قال رسول الله ﷺ ...... وانما انا قاسمٌ والله یعطی"

"اور بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے"۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، فصل اوّل، حدیث ۳)

"یعطی" فعل ہے اور" قاسم" صیغہ اسم فاعل، اسم فاعل اور اسم مفعول یہ سب مشبہ فعل ہوتے ہیں، یعطی فعل ہے اور قاسم مشبہ با فعل، اور قاعدہ ہے کہ کبھی مشبہ فعل کا معمول حذف کیا جاتا ہے، فصاحت وبلاغت کی کتابیں جیسے "مختصر المعانی" بیان کی شرحیں آپ پڑھیں، تو فعل ومشبہ فعل کے معمولات کو حذف کرنے کی وجوہات کا پتہ چل جائے گا، کبھی فعل اور مشبہ فعل معمول کو اس لئے حذف کیا جاتا ہے کہ معمول عام ہو جائے اور کبھی فعل اور مشبہ فعل کے عموم کو ثابت کرنے کے لئے معمول کو حذف کیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا" واللہ یعطی" اللہ دیتا ہے، اللہ کیا دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یعطی کا مفعول ذکر نہیں کیا کہ اللہ کیا دیتا ہے؟ کیونکہ اللہ ہر چیز دیتا ہے کس کس چیز کا ذکر کیا جائے، لہٰذا اِن چیزوں کا ذکر نہ کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ دیتا ہے وہ عام ہے، کبھی مفعول کے عام ہونے پر دلالت کرنے کے لئے مفعول کو حذف کر دیا جاتا ہے، جس طرح یعطی کا مفعول عام ہے اور اسی طرح" وانا قاسم" کا مفعول بھی عام ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سب کچھ دیتا ہے اور میں سب کچھ بانٹتا ہوں، نہ اللہ تعالیٰ کے دینے میں کمی ہے اور نہ میرے تقسیم کرنے میں کوئی کمی ہے، اس کی عطا بھی عام ہے میری تقسیم بھی عام ہے، وہ دنیا بھی دیتا

ہے میں دنیا بھی بانٹتا ہوں، وہ دین بھی دیتا ہے میں دین بھی تقسیم کرتا ہوں، علم، اولاد، ایمان غرض یہ کہ دین ودنیا کی ہر نعمت وہ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔

ایک سوال

"واللہ یعطی وانا قاسم" تو حضور ﷺ کی حیات دنیاوی کے ساتھ خاص تھی۔

جواب۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی حیات کو نہ مانتا ہو وہ مومن بھی نہیں، کیونکہ یعطی میں استمرار ہے اور استمرار میں دوام کے معنی ہیں، جب حیات ختم ہو گئی تو عطا میں دوام کیسے ہوا؟ معلوم ہوا کہ نہ حیات ختم ہوئی اور نہ عطا، عطا مستمر ہے تو حیات بھی، اگر عطا منقطع ہو جائے تو حیات بھی منقطع ہو گی، عطا منقطع ہوتی نہیں کیونکہ عطا میں استمرار ہے لہٰذا زندگی بھی منقطع نہیں ہوتی، اگر حضور نبی کریم ﷺ کی حیات کا انکار کریں گے، تو عمل رسالت کا انکار کرنا پڑے گا، اور عمل رسالت کا انکار ہم کر ہی نہیں سکتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

(سورۃ الفرقان، آیت ۱)

"بڑی برکت والا ہے وہ جس نے فیصلہ کرنے والی کتاب اپنے (مقدس) بندے پر اُتاری تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو"۔

میرے آقا ﷺ العالمین کے لئے نذیر اور رسول ہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

"اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر (اے محبوب) سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر"

العالمین کے اندر دنیا بھی ہے اور عقبیٰ بھی، العالمین کے اندر عالم برزخ بھی ہے اور عالم آخرت بھی، العالمین کے اندر عالم بیداری بھی ہے اور عالم نوم بھی، الغرض زمین، آسمان، ظاہر، باطن، تمام عالم خلق، تمام عالم امر، عالم اجسام، عالم ارواح، عالم جواہر، عالم اعراض، عالم معانی سب کچھ العالمین کے عموم میں شامل ہیں اور میرے آقا تمام عالموں کے رسول ہیں اور

رسول کے معنی ہیں پیغام پہنچانے والا، پیغام پہنچانا ایک عمل ہے اور عمل حیات پر دلیل ہے، جہاں عمل ختم ہوجاتا ہے وہاں حیات ختم ہوجاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب تک کسی کی نبض چلتی رہے، دل کی حرکت قائم رہے، تو حیات باقی ہے کیونکہ دل کا حرکت کرنا، نبض کا چلنا یہ ایک عمل ہے، جب تک عمل ہے تو حیات ہے عمل نہیں تو حیات نہیں، لہذا میرے آقا ہر آن اور ہر وقت رسول ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر میرے آقا ہر آن اور ہر وقت رسول نہیں ہیں تو وہ وقت بتاؤ جس وقت حضور ﷺ رسول نہیں ہیں؟ جب کوئی ایسا وقت نہیں ہے کہ جس وقت عملِ رسالت نہ ہو، اور جس وقت عمل رسالت نہیں ہوگا اس وقت حضور رسول نہیں ہوں گے، اور جس وقت سرکار رسول نہیں ہوں گے، اس وقت ہم آپ ﷺ کے رسول ہونے کا کلمہ کیسے پڑھ سکتے ہیں؟ اس لئے ہر وقت اس کلمہ کا ہمارے اندر ہونا ضروری ہے، تو پتہ چلا کہ ہر وقت آپ ﷺ کا رسول ہونا ضروری ہے، اور یہ اس وقت ہوگا جب ہر وقت آپ کا عمل رسالت جاری ہو اور عملِ رسالت تب ہی جاری رہے گا جب حیات جاری رہے گی، کیونکہ عمل بغیر حیات کے ہو نہیں سکتا، جہاں عمل ختم ہوگیا وہ حیات ختم ہوگئی اور حضور ﷺ کا عمل رسالت تا قیامت جاری ہے اور جاری رہے گا، حضور کی سخا اور عطا کی کوئی حد نہیں، آپ ﷺ اپنے اُمتیوں میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام نعمتوں کو بانٹ رہے ہیں۔

(خطبات کاظمی، حصہ دوم، مطبوعہ مکتبہ انوار صوفیہ، علی پور، ضلع مظفر گڑھ، ص ۹۱ تا ۹۴)

ضروری نوٹ!

یہ علمی تحفہ مجاہد اہل سنت محترم جناب خلیل احمد رانا صاحب (جہانیاں منڈی) کے توسل سے دستیاب ہوا ہے جو کہ ان کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دارین کی نعمتیں عطا فرمائے۔

اہل سنت وجماعت کا دیوبندیوں، وہابیوں سے اصل اختلاف

دیوبندیوں، وہابیوں کے کفریہ عقائد

ایمان کی حفاظت کیلئے اِنسے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں

۱) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ معاذ اللہ۔ دیوبندیوں کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کی اللہ کی شان میں گستاخی۔ ''کذب (جھوٹ) داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۱۱، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، دکان نمبر 2، کراچی۔ یک روزہ، ص ۱۱، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ بک سیلرز، ملتان، مصنف امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی)۔ یہ عقیدہ ان کی دیگر کئی کتب میں بھی موجود ہے۔

۲) ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے''۔
(تقویۃ الایمان، ص ۸۹، مطبوعہ سعودیہ، مصنف: امام الوہابیہ ودیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی)

۳) ''سب انبیاء، اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں''۔
(تقویۃ الایمان، ص ۱۱۹، مطبوعہ سعودیہ، امام الوہابیہ ودیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی)

۴) امام الوہابیہ ودیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے حضور پر بہتان باندھتے ہوئے کہا کہ ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۳۰، مطبوعہ سعودیہ)

۵) امام الوہابیہ ودیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں ایک اور جگہ لکھا ہے کہ ''یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا ہو وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے''۔ (ص ۴۱، تقویۃ الایمان)

۶) امام الوہابیہ ودیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ نماز میں حضور کی طرف اپنا خیال لے کر جانے سے اپنے بیل اور گدھے کا خیال کرنے سے زیادہ برا ہے۔ ملاحظہ کریں۔

"شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے"۔

(صراط مستقیم، ص ۱۶۹ مطبوعہ اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور)

۷) دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی حضور علیہ السلام کی شان میں شدید گستاخی۔ جیسا علم غیب حضور ﷺ کو ہے ایسا تو پاگلوں اور جانوروں کو بھی علم ہے۔ (نعوذ باللہ) "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص (خصوصیت) ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔ (حفظ الایمان، ص ۱۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی)

۸) دیوبندی مولوی خلیل احمد سہارنپوری حضور علیہ السلام کی گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے شیطان اور ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کا علم حضور سے زیادہ ہے (نعوذ باللہ)۔ اصل عبارت ملاحظہ کریں "شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت کی کونسی نص قطعی ہے"۔ (براہین قاطعہ، ص ۵۵، مطبوعہ دار الاشاعت، کراچی)

مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ حافظ عنایت علی شاہ دیوبندی نے حضور ﷺ کو بہروپیا کہا۔ نعوذ باللہ۔ جو کہ حضور علیہ السلام کی شدید گستاخی ہے۔ اس کی اصل عبارت ملاحظہ کریں۔

بڑے کھیلے بڑے روپ بدلے
زمانہ میں بہروپیا بن کے آیا
(نعوذ باللہ)

(باغ جنت، ص ۲۹۴، مصنف: حافظ عنایت علی شاہ لدھیانوی دیوبندی، مطبوعہ الفیصل تاجران کتب، لاہور)

مزید تفصیل کے لئے "دیوبندی مذہب"۔ "دعوت فکر"۔ "الحق المبین"۔ "دعوت انصاف" وغیرہ کتب ملاحظہ کریں۔

جواہر پارے

دفاع کنز الایمان

(مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی سے 18 سوالات)

تاج الشریعہ حضور مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری دامت برکاتہم العالیہ

تاج الشریعہ: حضور مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری دامت برکاتہم العالیہ کا یہ رسالہ کافی عرصہ پہلے رضا اکیڈمی بمبئی نے بنام "دفاع کنز الایمان" شائع کیا تھا۔ میرے ایک دوست ساتھی محمد ابرار عطاری کے توسط سے یہ رسالہ مجھے دستیاب ہوا جو کہ ان کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو دارین کی نعمتیں عطا فرمائے آمین۔ (میثم عباس رضوی)

روزنامہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ کے صفحہ ۲ پر ایک مضمون بعنوان "بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ" علم واختیار کی بحث کی پانچویں قسط نظر سے گزری جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی کی تفسیر پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اس قسط میں معترض نے کنز الایمان اور تفسیر نعیمی پر اس وجہ سے اپنا غصہ اُتارا ہے کہ ترجمہ وتفسیر میں خدا کے علم وقدرت کو ذاتی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و اختیار کو عطائی بتا کر اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم واختیار میں امتیاز ظاہر کیا ہے۔ جس کا مفاد یہی ہے کہ معترض صاحب ذاتی اور عطائی کی تقسیم نہیں مانتے اور اس طرح وہ خود توحید ورسالت کے حدود کو نہیں جانتے تو ان کا یہ لکھنا کہ "قرآن کریم نے توحید ورسالت کے حدود اتنے مستحکم کر دیئے ہیں کہ ہزار تاویلات کی جائیں تو حدود کمزور نہیں پڑتے" ان کیلئے بے سود ہے اور خود تناقض اور تعرض کا شکار ہونا ہے اس لئے کہ وہ اپنی پوری بحث میں ذاتی اور عطائی کی تقسیم وتفریق کے منکر ہیں چنانچہ انہیں سابقہ جملوں کے بعد متصلاً لکھتے ہیں:

"چنانچہ رضاخانی جماعت علم واختیار کے مسئلہ میں ذاتی اور عطائی کی منطق سے کام لے کر

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب عطائی اور اختیار عطائی کا تصور پھیلاتی ہے۔قرآن کریم نے جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اپنی ذات کے بارے میں علم واختیار کی صفت کو خدا تعالیٰ کیلئے ثابت کیا ہے وہاں یہ جماعت عطائی اور ذاتی کی تقسیم کرکے ان آیات قرآنی کا سارا زور ختم کردیتی ہے۔مولانا احمد رضا خانصاحب کا یہی سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کے اندر عطائی اور ذاتی کی تقسیم داخل کردی" (الاخ)

ان کلمات پر چند سوالات متوجہ ہوتے ہیں:

سوال نمبر 1۔ جناب معترض صاحت بتائیں کہ "چنانچہ" کا ان کی عبارت میں کیا محل ہے؟ اور اگر محل نہیں ہے تو یہ چنانچہ کیسے بے محل ٹپک پڑا۔کیا اسی اردودانی پر انہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی کے ترجمہ وتفسیر پر منہ کھولنے کی جرات ہے؟

سوال نمبر 2۔ جناب معترض نے اپنے ان کلمات میں یہ کہہ کر" رضاخانی جماعت ذاتی اور عطائی کی منطق سے کام لے کر علم غیب عطائی اور اختیار عطائی کا تصور پھیلاتی ہے" ہم اہلسنت پر یہ الزام لگایا ہے کہ ذاتی اور عطائی کی تقسیم ہماری اور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کی ایجاد کردہ ہے جیسا کہ ان کے آخری فقرے صاف صاف اس الزام کا پتہ دے رہے ہیں۔ذرا قرآن کریم کی ان آیات کو پڑھ کر بتائیے جو درج ذیل ہیں کہ سمع وبصر اور علم وتصرف اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے ثابت فرمایا ہے کہ نہیں؟

الرحمن علم القرآن۔علم بالقلم۔علم الا نسان مالم یعلم۔عمك مالم تكن تعلم۔علمه شديد القوىٰ۔انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه۔

اور اگر ثابت فرمایا ہے اور بے شک ثابت فرمایا ہے تو بندوں کیلئے علم واختیار عطائی بحکم قرآن ثابت ہوا۔اسی لئے ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بندے میں جو صفت ہے وہ اس کی ذات کی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیدا کردہ اور اس کی دی ہوئی ہے۔اور جو قرآن کریم بندوں میں اوصاف عطائی کا پتہ صاف صاف دے رہا ہے وہی قرآن کریم متعدد آیتوں سے یہ بتارہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو کسی نے پیدا نہیں کیا وہی سب کو پیدا فرمانے والا اور ایک مدت تک باقی رکھنے والا ،جلانے اور مارنے والا ہے اور اس کا وجود اور اس کی صفات کسی کا عطیہ نہیں ہے بلکہ اس کا وجود واجب اور اس کی صفات غیر حادث ہیں۔اسی کو ہم ذاتی سے تعبیر کرتے ہیں تو معترض صاحب نے اہل سنت اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے سر ذاتی و

عطائی کی تقسیم کے بابت جو الزام لگایا ہے وہ کھلا بہتان اور صریح افترا ہے کہ نہیں؟

سوال نمبر 3۔یہ جو گزر رہا ہے ہم اہل سنت کا عقیدہ وایمان ہے۔اب جناب اپنا عقیدہ بتائیں کہ آپ اور آپ کے جملہ ہم خیال مقتدا ومقتدی، پیشوا وپیرو، اس ذاتی اور عطائی کی تقسیم کے منکر ہوکر ان آیات بینات کے منکر ہوئے کہ نہیں۔ضرور ہوئے اور جب آپ سب ان آیات بینات کے منکر ہوئے تو یہ بھی بتا دیں کہ قرآن کی آیات بینات کا منکر کون ہوتا ہے؟

سوال نمبر 4۔آپ سب لوگ ذاتی اور عطائی کی تقسیم پر تو اس قدر برافروختہ ہوتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو سمیع وبصیر۔مرید وقادر۔حی۔متکلم اور علیم وخبیر ہے اور آپ اور ہم سب اس کے بندے بھی اس کی عطا سے حی ،سمیع وبصیر، مرید وقادر، متکلم اور علیم وخبیر ہیں۔اب اس تقسیم پر برافروختہ ہونے کا انجام اس کے سوا کیا ہے کہ آپ حضرات کے نزدیک بندے اور خدا میں کوئی امتیاز نہیں اس لئے کہ آپ حضرات کو ذاتی اور عطائی کی تفریق مسلم ہی نہیں یا آپ حضرات کے طور پر یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ صفات بخشیں ہی نہیں اور یہ آیات بینات کا انکار اور قرآن کریم سے کفر کے علاوہ بداہت اور مشاہدے کا بھی انکار ہے۔تو آپ کو ترجمہ تفسیر پر اعتراض کے بجائے اپنے وجود اور صفات کا انکار کرنا چاہیے اور اس دنیائے ہستی سے الگ اپنی کوئی اور دنیا بسانی چاہیے۔

سوال نمبر 5۔اور اگر ذاتی اور عطائی تقسیم غیر مسلم مانتے ہوئے اپنی ذات وصفات کا اقرار بھی کرلیں تو کیا اس تقسیم کے انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ حضرات اپنی ذوات وصفات کو عطائی نہیں مانتے اور جب عطائی نہیں مانتے تو ضرور آپ حضرات کی ذوات وصفات ذاتی ہوں گی۔کیا یہ اس بدیہی تقسیم سے انکار اور خدا اور بندے میں امتیاز کو کھونا بلکہ معاذ اللہ خدا کا شریک وسہیم بننا ہے کہ نہیں؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

سوال نمبر 6۔اور جب ذاتی اور عطائی کا فرق کھوکر خدا بندہ کا امتیاز نہ رکھا تو توحید ورسالت کی وہ حدود کب قائم رکھیں تو وہ جو لکھا تھا کہ قرآن کریم نے توحید ورسالت کے حدود اتنے مستحکم کردیئے ہیں (الاخ)

اس اپنے لکھے ہی پر تمہارا ایمان کب ہے! کیا یہ اپنے لکھے کو آپ جھٹلانا نہیں؟

سوال نمبر 7۔اور جب ذاتی وعطائی کے فرق کو کھونا خدا اور بندے کی تمیز کم کرنا ہے تو یہ تمیز کھوکر دیوبندی

فرقہ ان آیات کا جو جناب نے ذکر کیا مطلب خبط کرتا ہے کہ نہیں؟ اور جماعت اہل سنت ذاتی اور عطائی کا امتیاز قائم کرکے وہ حدود قائم رکھتی ہے جن کا جناب نے شروع مضمون میں ذکر کیا۔ تو یہ کہنا کہ یہ جماعت ان آیات کا سارا زور ختم کر دیتی ہے اپنا الزام دوسروں کے سر رکھنا ہے کہ نہیں؟ بولو ہے اور ضرور ہے!

سوال نمبر 8۔ ذاتی اور عطائی کے انکار میں آپ لوگ اتنے سرگرم ہیں کہ عطائی کو بھی شرک بتاتے ہیں، چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی ''تقویۃ الایمان'' میں لکھتے ہیں ''پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے''۔ (تقویۃ الایمان صفحہ 31 مطبوعہ المکتبہ اللفیہ شیش محل روڈ لاہور)۔

اور جناب نے بھی اس پر شرک کا حکم یہ کہہ کر جڑا ہے کہ ذاتی اور عطائی کی تقسیم کا سراغ مشرکین مکہ کے اس لبیک میں ملتا ہے جو وہ پڑھتے تھے۔ مگر یہ تو بتایئے کہ شرک یہ ہے کہ جو خدا کے ساتھ خاص ہو اسے غیر خدا کیلئے ثابت کیا جائے اور عطائی وہ ہے جو غیر نے دی ہو۔ تو خدا سے اوپر کون ہے جس نے اسے صفات بخشیں؟ کہیئے عطائی کو شرک کہنا خدا کے اوپر خدا ماننا ہے کہ نہیں اور یہ آپ کا شرک ہے کہ نہیں؟

ذاتی اور عطائی کی تقسیم کی وجہ سے ہم اہل سنت پر اتنا غصہ آپ کو کیوں ہے۔ آپ کے مقتدا مولوی اشرف علی تھانوی بھی اپنے فتوے میں اس جرم کے مرتکب ہیں چنانچہ وہ رقم طراز ہیں: ''جو استعانت واستمداد بالمخلوق بہ اعتقاد علم وقدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے اور بہ اعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم وقدرت کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ ہو معصیت ہے اور بہ اعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت ہو''۔ (فتاویٰ امدادیہ جلد چہارم صفحہ ۹۷)

اسی فتوے میں چند سطروں کے بعد لکھا ہے ''کہ استمداد ارواح مشائخ سے صاحب کشف الارواح کے لئے قسم ثالث ہے''۔ کہیئے علم واختیار عطائی کی کیسی کھلی تصریح ہے اور آپ خود مضمون نگار صاحب اپنی کتاب ''اہل اللہ کی عظمت علمائے دیوبند کی نظر میں'' جو خاص الجمعیۃ پریس دہلی میں چھپی ہے اور جمعیۃ بک ڈپو دہلی سے شائع ہوئی ہے، میں رقم طراز ہیں ''مومن کی روح خاص کر اولیائے حق اور صلحائے امت کی روحیں جسم سے جدائی کے بعد اس عالم مادی میں تصرف کی قوت رکھتی ہیں اور ان ارواح کا تصرف قانون الٰہی کے مطابق ہوتا ہے''۔ اور جملہ وہابیہ کے امام ومعتمد اسماعیل دہلوی کا یہ اعتراف بھی

ملاحظہ ہو: ''ایں مراتب عالیہ وارباب ایں مناصب رفیع ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت می باشد'' (صراط مستقیم صفحہ ۱۰۱)

اس سلسلہ میں ایک واقعہ عبداللہ خاں نامی مسلم راجپوت کا بھی سنتے چلئے، جسے آپ ہی کے قاسم نانوتوی صاحب نے ذکر کیا ہے اور جو ارواح ثلاثہ میں موجود ہے وہ یہ ہے کہ ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔ دوسری عبارت نیز مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق عاشق الٰہی میرٹھی کی یہ عبارت بھی ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں:

''اس زمانے میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو حق تعالیٰ نے وہ علم دیا ہے جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا ہے تو آپ اس کے ارادے سے واقف ہو جاتے ہیں''۔ نیز مولوی انوار الحسن ہاشمی ''مبشرات دارالعلوم'' کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں ''بعض کامل الایمان بزرگوں کو جن کی عمر کا بیشتر حصہ تزکیہ نفس اور روحانی تربیت میں گزرتا ہے باطنی اور روحانی حیثیت سے ان کو منجانب اللہ ایسا ملکہ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے کہ خواب یا بیداری میں ان پر وہ امور خود بخود منکشف ہو جاتے ہیں جو دوسروں سے پوشیدہ ہیں'' (مبشرات دارالعلوم صفحہ ۱۲)۔

نیز مولوی اسماعیل دہلوی صاحب منصب امامت میں اولیاء اللہ کے عالم کے تصرفات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں (یہاں اُن کی عبارت کا اُردو ترجمہ پیش ہے جو ''بریلوی فتنہ'' کے مصنفین نے کیا ہے)۔ ''جیسے بارش کا نازل ہونا اور درختوں کا نشوونما پانا اور حالات کا پلٹا کھانا، بادشاہوں کا اقبال (اچھے دن) یا ادبار (برے دن) آنا، دولت مند وفقراء مساکین کے احوال کا بدل جانا اور وباؤں کا ہٹ جانا اور ان جیسے دوسرے تصرفات'' (بریلوی فتنہ صفحہ ۱۴۲)۔

نیز دیوبندی خانوادہ کے ایک بزرگ شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے متعلق تھانوی صاحب کا یہ عقیدہ ملاحظہ فرمایئے:

''مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کا قلب بڑا ہی نورانی تھا۔ میں اُن کے پاس بیٹھنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے عیوب منکشف نہ ہو جائیں اور مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے اپنی کتاب تذکرۃ الرشید میں ایک طالب علم کی زبانی مولوی رشید احمد گنگوہی کا بھی یہی حال نقل کیا ہے کہ حضرت کے

سامنے جاتے مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قلب کے وساوس (وسوسے) اختیار میں نہیں اور حضرت ان پر مطلع ہو جاتے ہیں"۔

یہ چند عبارتیں بطور نمونہ یہاں درج ہوئیں۔اب انہیں دیکھ کر یہ بتاتے چلئے کہ وہابی دھرم کے مطابق غیر خدا کیلئے علم واختیار مان کر تم اور تمہارا پورا طائفہ اسی جرم شرک کا جس کی تہمت سنیوں کے سر دھرتے ہو، مرتکب ہوا کہ نہیں۔کہو ہوا اور ضرور ہوا۔تو پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ وصدر الافاضل علیہ الرحمہ پر ہی اس قدر غصہ کیوں ہے؟ تھانوی جی اور دیگر بزرگان دیوبند بالخصوص امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کو بھی وہی سنایئے جو صاحب کنزالایمان وتفسیر نعیمی کے متعلق کہہ رہے ہیں۔اور شرک کا وہ الزام پورے طائفہ وہابیہ کو دیجئے جو اہل سنت کو دے رہے ہیں،یا آپ حضرت وہابیہ کو خدائی سند ملی ہے کہ شرک کریں پھر بھی مسلمان رہیں۔

سوال نمبر 9۔اور جناب نے جو یہ لکھا ہے کہ الاعراف میں قرآن کریم نے علم واختیار کے مسئلہ پر بھرپور روشنی ڈالی اور وہاں خانصاحب بریلوی اور ان کے شاگرد رشید بھی دونوں چکر میں آگئے تو ہمیں بتائیں وہ چکر کیا ہے اور آپ سب بھی اسی چکر میں پھنسے ہیں کہ نہیں؟ پھر اس چکر سے نکل کر تو دکھایئے۔

سوال نمبر 10۔آگے ترجمہ وتفسیر کو نقل کرکے آپ رقم طراز ہیں مطلب یہ ہوا کہ علم واختیار ذاتی کی نفی کی گئی ہے،عطائی کی نفی نہیں کی گئی۔بے شک یہی مطلب ہے اور اسی سے وہ حدود قائم رہتے ہیں جن کا ذکر جناب نے شروع مضمون میں کیا ہے۔اور یہ بھی جناب کہ معتمد ومستند حکیم الامت وامام الوہابیہ اور خود جناب کی اور آپ کے دیگر اصحاب کی عبارتوں سے ظاہر ہے اور اس پر معترض ہونا اپنے ائمہ واصحاب بلکہ خود کو جھٹلانا اور خدا وبندہ کی تمیز کھو کر اپنے مذہب کے مطابق بے ایمان ہونا ہے یا نہیں؟

سوال نمبر 11۔اور یہ جو لکھا کہ "لیکن جب عطائی خواہ کلی ہو اور عطائی قدرت سے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا تو ایسے علم واختیار کی حیثیت کیا ہوئی" نیز چند سطور کے بعد لکھا کہ "لیکن جب یہ علم واختیار آپ کو تکلیفوں سے محفوظ نہ رکھ سکا تو پھر اس کا حاصل کیا؟" جی یہ کون کہتا ہے کہ خدا کے سوا کسی کو نفع وضرر کی قدرت مستقل حاصل ہے۔اور عطائے الٰہی سے انسان تو انسان نباتات وجمادات میں بھی نفع وضرر کا وصف موجود ہے۔روز مرّہ کا محاورہ ہے کہ کہتے ہیں کہ "فلاں دوا یا غذا نے نفع دیا، فلاں نے نقصان پہنچایا" تو جسے خدا نے علم واختیار بخشا ہو کیا معتبر ہے کہ اس علم واختیار پر نفع وضرر کے ثمرات

مرتب فرمائے اور صاحب علم واختیار سے وہی نفع وضرر ظاہر ہیں جو اللہ چاہے۔مگر آپ نے شاید یہ سمجھا ہے کہ اللہ نہ چاہے ثمرات اور نفع وضرر بندے۔سے ظاہر ہو،جبھی اس کے علم واختیار کی حیثیت ظاہر ہو گی۔(والعیاذ باللہ)

سوال نمبر 12۔اور اگر اسے علم واختیار کی کوئی حیثیت نہیں تو یہی سوال جناب اپنے امام وحکیم الامت اور دیگر اصحاب سے بلکہ خود اپنے آپ سے کیجئے کہ ایسا علم واختیار آپ حضرات اپنے بزرگوں کیلئے کیوں ثابت کرتے ہیں؟

سوال نمبر 13۔آگے یہ جو لکھا ہے کہ یہ قرآن کریم کا استدلالی معجزہ ہے کہ حاشیہ نویس صاحب قبلہ اس میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔جی ہاں! کیوں اور کیسے؟ اور کہیں آپ بھی اس جال میں پھنسے ہیں کہ نہیں۔بے شک پھنسے ہیں چنانچہ ظاہر ہے اور مزید ظاہر ہوگا۔

سوال نمبر 14۔اور یہ جو لکھا ہے کہ قرآن کریم میں خانصاحب نے جگہ جگہ ذاتی اور خود کے جو الفاظ بڑھائے ہیں وہ سب بے معنی نظر آنے لگے۔جی ہاں! اسی لئے تاں کہ جناب کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا علم وتصرف ذاتی نہیں بلکہ معاذ اللہ عطائی ہے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔اور یہ اس لئے کہ ذاتی اور عطائی کے درمیان کوئی دوسری چیز واسطہ نہیں۔تو جب ذاتی وجود۔کہ اللہ [illegible] آپ کو نا مسلم،ضرور اوصاف خداوندی جناب کے نزدیک عطائی ہونگے اور اس کے برعکس آپ کے حضرات کے اوصاف ذاتی ہوں گے اور جب آپ کے اوصاف ذاتی اور خدا کے عطائی ٹھہریں گے تو معاذ اللہ آپ خدا اور خداوند قدوس معاذ اللہ بندہ ٹھہرے گا۔اب کہئے کہ وہ شرک کا جال جو سنیوں کے لئے پھیلایا،آپ لوگ کیسے خود اس میں پھنس کر رہ گئے؟

سوال نمبر 15۔اور جناب نے یہ جو لکھا کہ حقیقت ہے کہ خداوند عالم نے اپنی ساری صفات علم، قدرت،اختیار،رحم وکرم،رزاقی وکارسازی میں کسی مخلوق کو شریک نہیں کیا۔جی یہی صفات کیا اللہ تعالیٰ کا کسی صفت میں کوئی شریک نہیں۔ایک صفت وجود ہی کو لے لیجئے۔اس میں کون اللہ تعالیٰ کا شریک ہے کہ وہ واجب الوجود ازلی ابدی اور ہم حادث وفانی ہیں مگر کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی صفت عطا ہی نہ کی؟ تو ہم پہلے بھی کہہ چکے اور اب بھی کہتے ہیں کہ آپ حضرات اپنے وجود ہی کا انکار کر ڈالئے۔

سوال نمبر 16۔اور اگر یہی ٹھہرائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی صفت نہیں بخشی تو ان آیات کا جن میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور سید الانس وجاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم وسمع وبصر ثابت کیا۔جن میں سے

کچھ ذکر ہوئیں، اُن کا جناب کے نزدیک کیا جواب ہے؟ اگر ان آیات پر ایمان ہے تو ان کا محل بتائیے اور اگر ایمان نہیں اور عطائی کے انکار کا بے شک یہی انجام ہے تو ہم اہل سنت کو مشرک بنانے کی بجائے اپنے ایمان کی فکر کیجئے۔

سوال نمبر 17۔ اور یہ بھی بتاتے چلئے کہ آپ نے کیونکر اولیاء و صلحاء بلکہ ہر مومن کے لئے بعد وفات، عالم میں تصرف کی قوت مان لی اور آپ کے مقتدایان دہلوی وتھانوی نے کیونکر بندوں کیلئے علم وقدرت اور تصرفات مان لئے حالانکہ یہ آپ کے دھرم میں شرک ہے جیسا کہ آپ کی یہ عبارت صاف بول رہی ہے اور آپ دیوبندیوں وہابیوں کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی پہلے کہہ چکا کہ ''پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے'' (تقویۃ الایمان صفحہ 31 مطبوعہ المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور)۔ اب بولئے کہ ان دوہری بولیوں میں کون سی بولی ایمانی ہے اور کون سی کفری اور آپ حضرات کا ایمان کس پہ ہے؟

سوال نمبر 18۔ اور اگر علم واختیار عطائی پر ایمان لائیں تو اس کے سوا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم وتصرف ذاتی ہے اور مخلوق کا عطائی اسی سے سیّدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے آیت مذکورہ کا ترجمہ فرمایا ''کہ تم فرماؤ کہ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت سی بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی۔ میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں''۔

اور ترجمہ کے لفظ مگر جو اللہ چاہے پر غور کیجئے تو خود اسی آیت میں بندے سے ذاتی کی نفی اور اس کیلئے عطائی کا اثبات موجود ہے اور **لا املک الا آخرہ** کا ترجمہ میں اپنے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں بعینہ اس لفظی ترجمہ ہے جو بامحاورہ بھی ہے کہ آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صرف نفع وضرر پر قابو پانے کی اسناد حقیقی ہونے کی نفی ہے۔ اور اسناد مجازی کی نفی نہیں بلکہ وہ الا ماشاء اللہ مگر جو چاہے سے ثابت ہے، تو مطلب وہی ہوا کہ میں خود نفع وضرر پر قابو نہیں رکھتا بلکہ مشیت الٰہی وعطائے الٰہی سے قابو رکھتا ہوں تو سیّدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا خود مختار فرمانا اپنی جانب سے کوئی بڑھانا ہے یا آیت کریمہ کی توضیح اور دوسری آیات جن میں صاف صاف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم وتصرف ثابت کیا گیا ہے ان سے وہم معارضہ کو دور کرتا ہے۔

قسط سوم

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت

مناظر اسلام، فاتح وہابیت علامہ محمد حنیف قریشی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مددگار ہیں

محدث دہلوی اپنے ایک مکتوب میں اپنے بیٹے حضرت شیخ انوار الحق کو لکھتے ہیں:

مرجع وماوائے مافقیراں ہمہ جناب سید کائنات و خلاصہ موجودات است علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات بوسیلہ حضرت پیر دستگیر، غریب نواز شکستہ پرور، غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ. (المکاتیب والرسائل صفحہ ۲۹۸)

(ترجمہ) ''ہم فقیروں کے مرجع وجائے پناہ پر جو پوری کائنات کے سردار اور تمام موجودات کا خلاصہ ہیں مدد کرنے والے پیر غریبوں کو نوازنے والے، بکھرے ہوؤں کو پالنے والے جنوں اور انسانوں کی مدد کو پہنچنے والے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے افضل وکامل درود ہو۔'' محدث دہلوی جناب غوث پاک کو دستگیر غریب نواز، شکستہ پرور، غوث الثقلین قرار دے رہے ہیں اور اسی لیے ہم اہل سنت وجماعت بھی اولیائے کرام کے لیے مذکورہ صفات کو بمعنی مجاز استعمال کرتے ہیں جبکہ علمائے دیوبند کے نزدیک مذکورہ صفات اللہ کے سوا کسی اور کے لیے استعمال کرنا کھلا شرک ہے۔'' (تقویۃ الایمان)

کیا محدث دہلوی دیوبندیوں کے اس فتویٰ سے بچ گئے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

خانقاہ میں جھاڑو دینا

محدث دہلوی نے اپنی کتاب شرح مشکوٰۃ کو خانقاہ قادریہ میں ختم کیا لکھتے ہیں:

تم فی الخانقاہ القادری و ھذا الفقیر یخدمہ و یکنہ و یوقد سراجہ.

(شرح مشکوۃ ص ۱۵)

(ترجمہ) ''یہ کتاب خانقاہ قادریہ میں ختم ہوئی فقیر اس خانقاہ کی خدمت کرتا ہے اس میں جھاڑو دیتا ہے اور وہاں کا چراغ روشن کرتا ہے۔'' ہم اہل سنت محدث دہلوی جیسے اکابرین کی زندگیوں کو مشعل راہ بنا کر اللہ والوں کی خانقاہوں آستانوں کا ادب کرتے ہیں وہاں خدمت کرتے ہوئے جھاڑو دیتے ہیں، چراغ جلاتے ہیں اور وہاں کے فقیروں کی مالی خدمت کرتے ہیں، جبکہ علمائے دیوبند کے نزدیک کسی خانقاہ پر جھاڑو دینا چراغ جلانا وہاں مجاور بننا شرک ہے۔
(تقویۃ الایمان ص ۸)

کیا یہ کفر و شرک کے گولے داغنے دیو کے بندے سرعام دھائی نہیں دے رہے کہ ہم نیا دین لے کر آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو؟

مزارات اولیاء پہ گنبد اور عمارت بنانا

در آخر زمان بجهت اقتصار نظر عوام بر ظاهر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاهد و مقابر مشائخ و عظما دیده چیزها افزودندتا آن جاهیبت و شوکت اسلام و اهل صلاح پیدا آید خصوصا در دیارهند که اعلائے دین از هنود و کفار بسیار اند و ترویج و اعلاشان این مقامات باعث رعب و انقیاد ایشان است و بسیار اعمال و افعال اوضاع که در زمان سلف مکروه بوده اند در آخر زمان از مستحسنات گشته (شرح سفر السعادة)

(ترجمہ) ''آخر زمانہ میں جبکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے ہیں اس حالت میں بزرگان دین اور اولیاء و صلحاء کی قبروں پر مقبرے و گنبد بنانے میں مصلحت دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ اس جگہ اسلام اور اولیاء اللہ کی عظمت و شوکت ظاہر ہو جائے بالخصوص ہندوستان جیسے ملک میں جہاں ہندو اور کفار بہت سے دشمنان دین موجود ہیں ان مقامات کی بلندی، شان ظاہر کرنا کافروں کے رعب اور ان کی طاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے آخر زمانہ میں وہ مستحب ہو گئے۔''

محدث دہلوی رحمہ اللہ اولیاء اللہ کے مزارات و گنبد کو اسلام کی عظمت کا نشان اور ہندوؤں کافروں کے رعب کا ذریعہ بتا رہے ہیں جبکہ دیوبندی وہابی ان عظمت کے میناروں اور اللہ کی نشانیوں کو مٹانے کے درپے ہیں۔

اولیاء اللہ کے مزارات کے خلاف ان دیو کے بندوں کی زہر افشانی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں یہی وجہ ہے کہ دیوبندی وہابی مکتبہ سے تعلیم حاصل کرنے والے باغیان وطن نام نہاد طالبان شیطان (حقیقت میں ظالمان) آئے روز کہیں نہ کہیں مزارات اولیاء کو نشانہ بنا رہے ہیں حال ہی میں حضرت علی الہجویری داتا حضور کے دربار کے احاطہ میں ہونے والی درندگی اس کی تازہ مثال ہے کہ جہاں پر سینکڑوں مسلمانوں کو خون میں نہلایا گیا۔

جبکہ محدث دہلوی دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں: ''در ساحت عزت ایشان موجب برکت و نورانیت و صفا است و زیارت مقامات متبرکه و دعا در انجا متوارث ست.''

(ترجمہ) ''اولیائے کرام کے مزارات کی عزت کرنا باعث برکت و نورانیت اور پاکیزگی ہے اور ان مقامات متبرکہ کی زیارت اور وہاں جا کر دعا کرنا اہل ایمان کا ہمیشہ سے طریقہ چلا آ رہا ہے۔''

آگے لکھتے ہیں:

در زیارت قبور احترام اهل آن رادر استقبال و جلوس و تادب همان حکم است که در حالت حیات بود.

(ترجمہ) ''اہل اللہ کے مزارات کی زیارت کے دوران مزارات پر حاضری، وہاں بیٹھنے اور ادب بجا لانے کا وہی حکم ہے جو ولی اللہ کی ظاہری زندگی کا تھا۔'' (شرح سفر السعادۃ صفحہ ۲۷۲)

(جاری ہے)

قسط اوّل

اکاذیب آل نجد

(غیر مقلد وہابی، نجدی، انگریزی اہلحدیثوں کے جھوٹ)

﴿مناظر اسلام ابوالحقائق علامہ غلام مرتضٰی ساقی مجددی﴾

آل نجد یعنی غیر مقلد وہابی حضرات نے اہلسنت وجماعت کے خلاف جابجا اودھم مچا رکھا ہے اور نہایت ہی مکروہ انداز میں عوام الناس کو ورغلا کر راہ راست سے ہٹانے کی بھونڈی کوششوں میں مصروف ہیں۔ چونکہ ان کی بنیاد ہی جھوٹ ہے، اس لیے دن رات دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں، لیکن مطعون پھر بھی اہلسنت کو کرتے ہیں۔

زیر نظر مضمون میں ہم نے ''جواب آں غزل'' کے طور پر صرف ان کو آئینہ دکھانے کی غرض سے ان کے جھوٹوں کی ایک فہرست تیار کردی ہے۔ تا کہ ہر شخص سچ اور جھوٹ کا نظارہ اپنی آنکھ سے کر سکے۔

۱۔ خواجہ محمد قاسم وہابی آف گوجرانوالہ نے لکھا ہے:

''بریلوی حضرات بزرگوں کی لاشوں کو پوجتے ہیں'' (حدیث اور غیر اہلحدیث ص ۷)

لعنۃ اللہ علی الکاذبین! یہ اتنا قبیح جھوٹ ہے کہ جس پر جتنے بھی لعنت کے ڈونگرے برسائے جائیں کم ہیں۔ کیونکہ اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی فقط اللہ سبوح وقدوس جل جلالہٗ کی پوجا کرتے ہیں۔

تنبیہ: واضح رہے ایسے کذاب اور دجال کے متعلق آل نجد زبیر علیزئی وہابی نے لکھ رکھا ہے:

''محقق الحدیث، امام، الثقہ، المتقن، الفقیہ، شیخ الاسلام، الخطیب حافظ خواجہ محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ''

(ھدیۃ المسلمین ص ۸۷)

سوچیئے! جس دھرم کے ''محقق، امام اور شیخ الاسلام'' ایسے گھناؤنے جھوٹ بولنے سے کوئی عار محسوس نہیں کرتے اس کے نچلے طبقے کے لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

۲۔ نجدی وہابیوں کے محمد صادق سیالکوٹی نے اپنی کذب بیانی کا ثبوت یوں دیا ہے:

''(حنفیوں نے لوگوں کو عقیدہ دیا ہے) کہ خدا نے رسول ﷺ کو قرآن میں نور کہا ہے جب آپ ... ہوئے، تو بشر نہ ہوئے''۔ (انوار التوحید ص ۱۱۲)

''صادق کہلوا کر آدمی کو اس قدر جھوٹ بولنے سے کچھ تو شرم آنی چاہیئے، اہلسنت وجماعت حنفیوں کی کسی کتاب میں ہرگز ہرگز یہ نہیں لکھا ہوا کہ ''تو بشر نہ ہوئے''

الحمد للہ! ہم اہلسنت، رسول اللہ ﷺ کو نور بھی مانتے ہیں اور بے مثل بشر بھی، جو آپ کی ''بشریت مقدسہ'' کا مطلقاً انکار کرے ہمارے نزدیک وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ثابت ہوا کہ بہتان لگانے والے نجدی وہابی کذاب ہیں۔

۳۔ مزید لکھا ہے:

''اور نہ ہی اس (اللہ) نے کسی کو کسی قسم کا اختیار دے رکھا ہے'' (انوار التوحید ص ۳۵)

بالکل جھوٹ ہے اور اللہ تعالیٰ پر بہت گندا بہتان بھی، کیونکہ اس نے ہر بندے کو کچھ نہ کچھ اختیار ضرور دے رکھا ہے، جبکہ مقربان بارگاہ کے پاس منجانب اللہ بہت سارے اختیارات ہوتے ہیں۔ جس کا اعتراف صنادید نجد کو بھی ہے۔

۴۔ صادق سیالکوٹی نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر یوں بہتان تراشی کی ہے:

''خدا تعالیٰ نے اپنے سچے رسول حضرت محمد ﷺ کی زبان سے اقرار اور اعلان کرایا ہے کہ آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیوب پر مطلع نہیں۔ (انوار التوحید ص ۱۸۴)

قرآن وحدیث میں کسی جگہ پر بھی ''غیوب پر مطلع نہیں'' کا جملہ موجود نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی سیاہ کاری بلکہ سادہ لوح مسلمانوں سے مکاری ہے۔ اپنا نجدی دھرم بچانے کی خاطر اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے سے بھی نہیں ڈرتے۔

۵۔ مزید لکھا ہے:

''اور دنیا میں سفارش کرنے کی اس کی جناب میں کسی کو اجازت ہی نہیں'' (انوار التوحید ص ۱۶۷)

یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ قرآن وحدیث میں کسی جگہ بھی دنیا میں سفارش کرنے کی تردید نہیں کی گئی۔ یہ سب وہابیوں کا افتراء و بہتان ہے۔

۶۔ صادق سیالکوٹی نے اس عبارت کے حاشیہ میں دوبارہ جھوٹ بولتے ہوئے لکھ مارا ہے کہ: ''معلوم ہوا، دنیا میں کوئی کسی کا خدا کے پاس سفارشی نہیں ہے''

اس جگہ قرآن مجید اور ذات باری تعالیٰ پر جھوٹ بول کر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے۔

۷۔ ایک اور مقام پر تو جھوٹ کا ''لک'' توڑ کر رکھ دیا ہے، لکھتا ہے:

''پھر کوئی پیغمبر، ولی، بزرگ، شہید، غیر اللہ۔ اللہ کے پاس کسی کا سفارشی بھی نہیں ہے''۔

(انوار التوحید ص ۳۷۸)

حالانکہ یہ بات قرآن وحدیث کے بالکل خلاف اور سراسر جھوٹ ہے۔

۸۔ صادق سیالکوٹی کی دروغ گوئی ملاحظہ ہو! لکھتا ہے:

''شاہ جیلاں کسی کے مقلد نہ تھے''۔

(ارشادات حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۷ حاشیہ)

جھوٹ ہے، حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ حنبلی فقہ کے پیرو کار تھے۔

۹۔ سیالکوٹی کا ایک اور جھوٹا کارنامہ ملاحظہ فرمائیں! لکھتا ہے:

''جب رسول اللہ ﷺ کے بیٹے عبد اللہ فوت ہوئے۔ تو ابو جہل اور عاص بن وائل وغیرھما ملاعین نے کہا، کہ اب اس صابی کا کوئی لڑکا نہیں رہا، اب تو یہ ابتر...... ہو گیا ہے، جب یہ فوت ہو جائے گا، تو اس ک
کوئی نام نہ لے گا، نہ اس کا دین رہے گا (توبہ)۔ (ساقی کوثر ص ۷)

یہ جھوٹ ہے، سورۃ توبہ میں ان باتوں کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔

۱۰۔ مزید لکھتا ہے:

''پھر اللہ فرمائے گا، ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ''

حاشیہ میں بطور حوالہ لکھا ہے: ''بخاری شریف''۔ (ساقی کوثر ۳۸)

جھوٹ ہے، کیونکہ بخاری شریف کی دونوں جلدوں میں سے کسی جگہ بھی مذکورہ الفاظ نہیں ہیں۔ یہ نہ صرف حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر شرمناک بہتان ہے بلکہ خود ذات باری تعالیٰ پر بھی الزام ہے۔ العیاذ باللہ

۱۱۔ صادق سیالکوٹی نے اپنی اکثر کتب کی ابتداء میں ایک خطبہ نقل کیا ہے، جس کا مضمون یہ ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا

ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ونشھد ان محمد اعبدہٗ ورسولہٗ ○ اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد (ﷺ) و شر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار.

اور اس کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ

''نبی کریم ﷺ کا یہ وہ جامع اور مبارک خطبہ ہے جو حضورؐ اپنے ہر وعظ اور تقریر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے اور یہ خطبہ بالفاظ مختلف مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ میں موجود ہے ملاحظہ ہو! صلوٰۃ الرسول ص ۲۹، حزب الرسول ص ۳، جمال مصطفےٰ ص ۱۸، انوار التوحید ص ۲۱، حج مسنون ص ۱۱، وغیرہ۔

حالانکہ ان کا نقل کردہ یہ خطبہ، مذکورہ کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں بھی مذکور نہیں ہے۔ یہ احادیث مبارکہ کی ان مقدس کتابوں پر بھی جھوٹ ہے اور ان کے مصنفین جلیل القدر ائمہ محدثین پر بھی بہتان ہے۔

یہاں زبیر علیزئی کے ہاتھوں بھی اس جھوٹ کا پردہ فاش ہوتے ہوئے دیکھیں! صادق سیالکوٹی کی کتاب ''صلوٰۃ الرسول'' کی تخریج میں لکھتے ہیں:

''یہ خطبہ متعدد اصحاب رسول سے مروی ہے جن میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مسلم، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے نؤمن بہ ونتوکل علیہ کے بغیر روایت کیا ہے اور اسی طرح حدیث ابن مسعود کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے بھی ان الفاظ کے بغیر روایت کیا ہے۔ (تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوٰۃ الرسول ص ۲۶)

دیکھ رہے ہیں آپ؟ پوری وکالت وحمایت کے جذبے سے سرشار ہونے کے باوجود بار بار یہ لکھنا ہی پڑا کہ ''ان الفاظ کے بغیر روایت کیا ہے'' حالانکہ بات تو یہ ہو رہی تھی کہ کیا ''صادق سیالکوٹی'' کے نقل کردہ جملے کسی کتاب میں موجود ہیں، تو زبیر علیزئی کو بھی مجبوراً کہنا ہی پڑا کہ واقعی ''صادق'' کہلانے والے نے ان کتابوں اور محدثین پر افتراء کیا ہے۔

باقی رہا مذکورہ الفاظ کا کسی کتاب میں موجود ہونا تو زبیر علیزئی نجدی لکھتے ہیں:

''یہ الفاظ تاریخ بغداد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ملتے ہیں مگر اس کی سند راوی عمرو بن شمر کی وجہ سے سخت ضعیف ہے جسے بعض آئمہ نے کذاب اور وضاع کہا ہے (تسہیل الوصول ص ۲۶)

کذاب راویوں کی بات ''صادق سیالکوٹی'' جیسے کذاب نے پیش کر کے جگہ جگہ جھوٹ اور افتراء کا مکروہ طریقہ اپنا رکھا ہے۔اور ایسے کارنامے سرانجام دے کر وہ اہلحدیث کہلانے پر فخر کرتے پھرتے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ!

معلوم ہوا کہ صادق سیالکوٹی کے اوپر نقل کیے گئے ایک جملے میں ہی کس قدر جھوٹ ہیں، یہ اب مخفی نہیں رہا، لیکن آیئے اسی جملے سے ایک اور کذب ملاحظہ فرمالیں! جو وہ اپنی اکثر کتابوں کی ابتداء میں بول کر اپنی عاقبت برباد کرتے رہے ہیں۔اور سوچیئے! کہ جو شخص اپنی کتاب کا آغاز ہی متعدد جھوٹوں سے کرتا ہے وہ بعد میں کس قدر کذب بیانی، فریب کاری، مکاری اور جعلسازی سے کام لیتا ہوگا۔

۱۲۔کتابوں کے شروع میں بولے گئے جھوٹ ملاحظہ ہوں! لکھتا ہے:

''یہ وہ جامع اور مبارک خطبہ ہے جو حضور اپنے ہر وعظ اور تقریر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے۔

(حزب الرسول ص ۳، حج مسنون ص ۱۱ وغیرہ)

کھلا جھوٹ اور افتراء علی الرسول ﷺ ہے جس کی سزا جہنم اور خدا کی لعنت ہے۔کتب احادیث میں دیئے گئے رسول اللہ ﷺ کے خطبات مبارکہ اس جھوٹ کی حقیقت بتانے کے لیے کافی ہیں۔لیکن سردست ہم اس نجدی نام نہاد ''صادق سیالکوٹی'' کا ہی ایک حوالہ پیش کر دینا چاہتے ہیں۔اس نے خود لکھا ہے:

''حضور سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لے گئے اور لوگوں کے سامنے (یہ) خطبہ ارشاد فرمایا:

''تمہاری جانیں اور تمہارے مال آج سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم پر اسی طرح حرام ہو چکے ہیں جس طرح آج کے دن، اس مہینہ اور اس شہر میں تم کسی کا خون کرنا، یا مال چھیننا حرام سمجھتے ہو!......

(حج مسنون ص ۷۴)

اس خطبہ کے شروع میں وہ الفاظ نہیں ہیں، جس کا وہابی آل نجد نے دعویٰ کیا تھا۔ثابت ہوا کہ ''صادق سیالکوٹی جھوٹا کذاب اور مفتری آدمی تھا۔

۱۳۔صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے:

''حضورؐ نے مشکوٰۃ میں منع فرمایا ہے'' (حج مسنون ص ۳۰)

کیا عجیب جھوٹ ہے۔رسول اللہ ﷺ نے نہ مشکوٰۃ خود لکھی، نہ کسی سے لکھوائی بلکہ آپ کے ظاہری زمانہ کے

صدیوں بعد لکھی گئی، نجانے بعد میں لکھی جانے والی کتاب، مشکوٰۃ میں رسول اللہ ﷺ نے کیسے منع فرمایا ہے؟

۱۴۔مزید سنیئے! مشکوٰۃ تو رہی ایک طرف صادق سیالکوٹی نے اپنے ''گرو'' کی کتاب ''نزل الابرار'' کے متعلق لکھ مارا ہے کہ: حضور فرماتے ہیں۔کہ:

حی علی الصلوٰۃ......حی علی الفلاح

کے بعد بھی دعا قبول ہوتی ہے۔(حزب الرسول ص ۵۰)

ایک طرف محض اپنے دھرم کو کمزور سہارا دینے کی خاطر نزل الابرار وغیرہ کتب کا انکار کر دیا جاتا ہے اور دوسری طرف اپنے ذوق کذب بیانی کی آبیاری کے لیے اس کتاب کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کر دی جاتی ہے۔کتاب نجدی ملاں کی اور اس میں ''حضور فرماتے ہیں''۔

بتایئے! کیا نزل الابرار حضور ﷺ نے خود لکھی ہے؟ آخر جھوٹ اور بہتان تراشی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

۱۵۔صادق سیالکوٹی نے مزید کذب بیانی کی ہے کہ:

''اس طرح کہ چوتھی یا پانچویں صدی میں تقلید جاری ہوئی'' (حج مسنون ص ۶۱)

جھوٹ ہے، اس سے قبل بھی تقلید پائی جاتی تھی، آل نجد تقلید کا جو بھی معنیٰ و مفہوم بیان کریں گے ہم چوتھی ہجری سے پہلے دور کے افراد سے اس کا اثبات کر دکھائیں گے۔

۱۶۔صادق سیالکوٹی وہابی، غیر مقلد خوف خدا، شرم نبی اور عذاب قبر سے عاری ہو کر یوں بہتان بازی کرتا ہے

''چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے کہ جب حضور نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے فرماتے۔

اللہ اکبر! استغفر اللہ! استغفر اللہ! استغفر اللہ!۔(حج مسنون ص ۲۷۵)

سراسر جھوٹ ہے، پوری مشکوٰۃ میں ایسی روایت ہرگز موجود نہیں ہے، اسے صادق (درحقیقت کاذب) سیالکوٹی جیسے نجدی، وہابی، غیر مقلدوں نے گھڑا ہے۔

اندازہ کیجئے! جن لوگوں کا مبلغ علم یہ ہے کہ ''مشکوٰۃ شریف'' جیسی عام مشہور اور متداول کتب حدیث سے بھی لابلد ہیں۔وہ احناف کے سامنے اپنے علم حدیث کا ٹھنڈورا پیٹتے نہیں شرماتے۔

کیا اسی ''جہالت'' کے بل بوتے پر وہابی، آل نجد خود کو ''اہلحدیث'' ثابت کرنے کے لیے سینہ زوری کرتے

پھرتے ہیں۔

کیا "اہلحدیث" وہ ہوتا ہے جو مشکوٰۃ شریف سے بھی جاہل ہو، کیا یہ لوگ صرف اہلسنت اور فقہاء اسلام پر کیچڑ اچھالنے کو ہی "اہلحدیث" تصور کرتے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ کبھی مشکوٰۃ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کبھی مشکوٰۃ کا نام لے کر آپ پر افتراء واتہام کرتے ہیں۔

سچ فرمایا رسول کریم ﷺ نے:

من کذب علی فلیتبوا مقعدہٗ من النار۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۲۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے والا جہنمی ہے۔

اور فیصلہ خداوندی بھی برحق ہے:

لعنۃ اللہ علی الکاذبین جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔

۱۷۔ صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے:

"چنانچہ حضرت بریدہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ سکھاتے تھے مسلمانوں کو جب کہ نکلیں وہ زیارت کے لیے، قبروں کی طرف کہیں (یہ):۔

السلام علیکم یا اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین ...... الخ۔

تم پر سلام اے گھر والو۔ (حج مسنون ص ۲۳۶)

سفید جھوٹ اور سراسر بہتان والزام ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، امام مسلم اور خود رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر۔ العیاذ باللہ۔

مسلم جلد دوم صفحہ ۳۱۴ پر زیارت قبور اور دعا برائے زیارت کا مضمون موجود ہے لیکن حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں "یا" حرف نداء بالکل نہیں ہے۔ یہ محرّف ومفتری سیالکوٹی نے اپنی عادت تحریف کا ثبوت دے کر اپنے مذہب کی روایت کو برقرار رکھا ہے۔

جھوٹا کون ہے؟:

آگے گذرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی صادق سیالکوٹی سے ہی فیصلہ لے لیں کہ جھوٹا کون ہے؟ اس نے خود لکھا ہے:

"جھوٹ بولنے والا ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا"۔ (نورانی احکام ص ۱۸)

مزید لکھا ہے:

جھوٹ بولنا بہت بڑی خیانت ہے ...... جب سچ بولا تو امانت ادا ہوئی اگر جھوٹ بولا تو امانت میں خیانت ہوگئی، اور خیانت نفاق کی قسم ہے۔ (نورانی احکام ص ۱۹)

مزید لکھا ہے:

جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے اور جھوٹے آدمی کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رہتا۔

(نورانی احکام ص ۱۹)

؎ اپنے من میں ڈھوب کر پا جا سراغ زندگی

۱۸۔ ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے:

"وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے"۔ (ملفوظات آزاد ص ۱۳۰)

یہ سراسر مرزائیت کی حمایت اور تبلیغ ہے، قرآن کے تیس پاروں میں کسی جگہ بھی "وفات مسیح" کا ذکر نہیں ہے۔ یہ قرآن اور اللہ رب العالمین جل جلالہ پر کھلا ہوا بہتان ہے۔

یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔

۱۹۔ وہابیوں کے معتبر فتاویٰ میں لکھا ہے:

"رکوع کے بعد قنوت پڑھنا مستحب ہے، بخاری شریف میں رکوع کے بعد ہے"۔

(فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۳ ص ۲۰۶)

جھوٹ ہے۔ بخاری، بخاری کی رٹ لگانے والے "بخاری شریف" سے کس قدر جاہل ہیں۔ بخاری میں نماز وتر میں دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھنے کی کوئی حدیث ہرگز نہیں ہے۔

اعتراف حقیقت:

ہمارے اس دعوے (یہ کہنا کہ "بخاری شریف میں وتروں میں رکوع کے بعد دعائے قنوت کا ثبوت ہے" جھوٹ ہے) کی صداقت کو وہابیوں کے مولویوں نے بذات خود تسلیم کرلیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں! ادا و ارشد نے لکھا ہے:

"جیسا کہ امام بخاری نے (صحیح بخاری کتاب میں باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ) میں جن احادیث کو بیان کیا ہے ان کا تعلق قنوت نازلہ سے ہے۔اسی ترجمہ باب سے ہی بعض اہل حدیث کو اشتباہ ہوا ہے اور انہوں نے سیدنا انسؓ سے مروی روایات کو قنوت وتر پر محمول کیا ہے۔(صلوٰۃ الرسول)۔

(تحفہ حنفیہ ص ۳۶۷)

اس اقتباس سے واضح ہے کہ واقعی وہابیوں نے یہ بات کہہ کر کہ "دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھنے کا ثبوت بخاری شریف میں ہے" امام بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔

ثابت ہو گیا کہ وہابی حضرات جھوٹ کی بدولت ہی اپنے دھرم کو بچانے کی خاطر دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنے کے چکروں میں سرگرداں ہیں۔العیاذ باللہ

۲۰۔داؤدیہ پارٹی کے "رکن اعظم" داؤد ارشد نے لکھا ہے:

"علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بلند آواز سے جنازہ پڑھنا ثابت ہے (سنن نسائی ص ۲۲۸ ج ۱ و بیہقی ص ۳۸ ج ۴ و ابن حبان ص ۶۹ ج ۶)۔(تحفہ حنفیہ ص ۳۲۱)

اس شخص نے خوف خدا، شرم نبی اور عذاب قبر سے عاری ہو کر، نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ ایک ہی سانس میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام نسائی، امام بیہقی اور امام ابن حبان پر جھوٹ بولا ہے۔کیونکہ نہ تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے "بلند آواز سے جنازہ پڑھنا" ثابت ہے اور نہ ہی مذکورہ تینوں اماموں نے محولہ بالا صفحات پر ایسی کوئی روایت نقل کی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مکمل نماز جنازہ بلند آواز سے پڑھا ہو۔

محض اپنی خود ساختہ "وہابیت" کو سہارا دینے کے لیے یہ لوگ دن رات ایسے جھوٹ بول بول کر عوام الناس کو ورغلاتے ہیں۔

انہیں یقین کر لینا چاہیے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں اپنی اس کذب بیانی اور افتراء بازی کا حساب ضرور دینا ہوگا۔

فائدہ: داؤد ارشد کے اس سیاہ جھوٹ پر ہم اس سے قبل (۲۰۰۵ء میں) بھی بھرپور احتجاج کر چکے ہیں لیکن پانچ سال کا عرصہ بیت جانے کے باوجود وہ چپ سادھے ہیں اور اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔ملاحظہ

ہو اور وہابیوں کا مروجہ جنازہ ثابت نہیں ص ۳۵ تا ۳۸۔

۲۱۔داؤد ارشد نے لکھا ہے:

"بڑے بڑے آئمہ حدیث......مثلاً امام شافعی، امام علی بن مدینی......امام بخاری، امام مسلم، امام ابوزرعہ، امام ابوداؤد، امام داؤد ظاہری، امام ابوحاتم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابن خزیمہ وغیرہ تمام کے تمام الحدیث تھے اور اپنے دور میں اہلحدیث کے امام و سردار تھے......ان کی تدوین کردہ کتب آج بھی مارکیٹ سے مل سکتی ہیں یہ پہلے ایک عنوان قائم کرتے ہیں۔اس کے نیچے فرمان نبوی نقل کرتے جاتے ہیں کہیں آپ کو اقوال الرجال اور رائے قیاس کی بو نہ آئے گی۔(تحفہ حنفیہ ص ۲۵۶،۲۵۷)

اس شخص نے عذاب الٰہی سے بے خوف ہو کر ایک ہی سانس میں کتنے جھوٹ بول دیئے ہیں۔مثلاً:

(ا)۔ایک طرف کہا جاتا ہے کہ "الحدیث کے امام صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں" ان خیالات کا اظہار اکثر وہابی تقریر و تحریر میں کرتے ہی رہتے ہیں۔مثلاً

یکے از وہابیہ عبدالغفور اثری نے لکھا ہے:

ہم تو الحدیث ہیں بھایا یہ نام ہم کو
سالار انبیاء ہیں کافی امام ہم کو

(ہم الحدیث کیوں ہیں ص ۳۸)

اس بات کا فیصلہ تو ہم کسی دوسرے وقت میں لیں گے کہ عوام الناس کو تو دن رات یہ سبق پڑھایا جاتا ہے کہ "ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے" اس پر مختلف پوسٹر بھی شائع کر رکھے ہیں اور آج اپنے اس عقیدے سے غداری کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو کافی کیوں کہا جا رہا ہے۔کیا یہ سب کچھ وہابیوں کی من گھڑت "توحید" کا نتیجہ نہیں ہے۔؟

لیکن سردست تو صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اگر سالار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی امام "کافی" ہیں۔تو اب اتنے لوگوں کی امامت کا ڈھنڈورا کس مقصد کے تحت پیٹا جا رہا ہے؟

کیا وہابیوں نے اپنا امام بدل لیا ہے؟ یا صرف رسول اللہ ﷺ کی امامت پر گزارا نہیں ہوتا؟ اور پھر اسی پر بس نہیں کیا......

وہابیوں کی کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں وہاں پر امتیوں کے ساتھ جابجا ''امام'' کا لفظ دکھائی دے گا۔ بلکہ عبدالغفور اثری کی اسی کتاب کو ہی لے لیجیئے ص ۳۸ پر رسول اللہ ﷺ کے کافی امام ہونے کی تصریح کے باوجود جگہ جگہ دوسرے لوگوں کو امام لکھا گیا ہے اور ص ۴۶ پر تو دوٹوک لکھ دیا کہ ''امام مالک الحدیث کے امام ہیں''۔

اور مزید لکھا ہے:

ائمہ ''الحدیث''۔ (ص ۴۶)

ملاحظہ فرمائیں! دوسروں کو طعنہ دینے والے نجدیوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کتنے لوگوں کو امام بنا رکھا ہے۔ لیکن دعوے پھر بھی یہی کریں گے کہ حنفیوں اور مقلدوں کے فلاں فلاں امام ہیں جبکہ ہمارے امام صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

قارئین کرام! ان لوگوں کی چالاکیوں، مکاریوں، تضاد بیانیوں اور فریب کاریوں سے آگاہ رہیں۔ اور ان سے پوچھیں کہ تم لوگ اتنے کذاب اور دجال ہو، کس منہ سے قرآن وحدیث کا نام لیتے ہو؟

۲۲۔ (۲) داؤد ارشد نے اس عبارت میں دوسرا جھوٹ یہ بولا ہے کہ یہ آئمہ عنوان قائم کر کے اس کے نیچے فرمان نبوی نقل کرتے ہیں۔

حالانکہ عام طالب علم بھی زیادہ نہیں تو کم از کم بخاری شریف کو ہی دیکھ کر اس جھوٹ کا پردہ چاک کر سکتا ہے، کیوں کہ کتنے ہی مقامات ایسے ہیں کہ جہاں محدثین عنوان قائم کر کے اس کے نیچے ''فرمان نبوی'' نہیں بلکہ عمل نبوی کا ذکر کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات اس سے بھی پہلے آیت لکھتے ہیں۔

ولکن الوھابیة قوم لا یشعرون۔

۲۳۔ (۳) اور پھر یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہر عنوان کے نیچے صرف فرمان نبوی یا عمل نبوی منقول نہیں ہوتا۔ بلکہ اقوال و اعمال صحابہ یا بعد کے لوگوں کے قول و فعل کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ بخاری شریف ہی اس دعوے کی بین دلیل ہے۔

تُف ہے ایسے لوگوں پر جو دن رات فقہ حنفی کے خلاف زبان درازی کرتے نہیں شرماتے اور فقہ حنفی نے ان کے سکون و قرار کو تباہ کر رکھا ہے۔ اور ہر وقت لوگوں کو اس سے باغی بنانے کی فکر میں رہتے ہیں اور اسے

حدیث کے خلاف قرار دیتے ہیں، اور خود حدیث کے واحد ٹھیکیدار بنتے ہیں۔ لیکن حال یہ ہے کہ حدیث کی مشہور و معروف ترین کتاب جس کی یہ لوگ تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، اس سے اس قدر جاہل، ناواقف اور لابلد ہیں انہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ ان کا طریقہ کار کیا ہے۔

۲۴...... (۴) چوتھا جھوٹ اس عبارت میں یہ بولا ہے کہ محدثین عنوان کے نیچے صرف ''فرمان نبوی'' نقل کرتے ہیں آپ کو اقوال الرجال اور رائے قیاس کی بو نہ آئے گی۔

علم حدیث اور محدثین کے طریقہ کار سے جاہل وہابیوں کو کیا خبر کہ محدثین کی کتب میں عنوان کے تحت کیا کچھ ہوتا ہے۔ انہوں نے تو بس فقہ حنفی کے خلاف زہر اگلنے، تعصب اور یاوہ گوئی پر کمر باندھ رکھی ہے۔

ایک ادنیٰ طالب علم اور بالخصوص ان کتب کے تراجم پڑھنے والا ایک اردو خواں بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ عنوان کے تحت محدثین احادیث نبوی بھی ذکر کرتے ہیں اعمال صحابہ بھی اور دیگر اکابرین کے فرامین، اقوال و اعمال کا تذکرہ بھی کرتے ہیں اور قیاس آرائی سے بھی پورا پورا کام لیتے ہیں۔

وہابیوں کے جھوٹ کو بے نقاب کرنے کے لیے وحید الزمان حیدر آبادی غیر مقلد وہابی کی کتاب 'تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح بخاری' کو ہی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد ہر شخص یہی پکارے گا کہ داؤد ارشد واقعی کذاب اور دجال ہے۔ اور اسے جھوٹ بولنے میں اس قدر مہارت ہے کہ ایک ہی سانس میں کئی کئی جھوٹ بول جاتا ہے۔

۲۵۔ (۵) داؤد ارشد نے یہ بھی دعوٰی کر دیا کہ یہ ائمہ الحدیث تھے لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ ماہرین حدیث تھے، انگریزی الحدیث نہیں۔

فیصلہ آپ کے ہاتھ

علامہ مفتی ابوتراب سیّد ذوالفقار گیلانی رضوی

ہم حق پر ہیں۔ ’’ہم فرقہ ناجیہ ہیں‘‘۔ تقریباً ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد یہ نعرہ بلند کرتے ہیں اور خود کو اہل حق گردانتے ہیں۔ اس صورت حال میں ہر فرد پریشان و مضطرب ہے اور وہ یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ وہ کس جماعت کو اپنائے اور کس جماعت کے ساتھ وفاداریاں نبھانے کا دعویٰ کرے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں اہل حق اور اہل باطل کی پہچان اتنی مشکل و دشوار نہ تھی۔ نبی اکرم شفیع معظم شاہ بنی آدم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام مسلم، مومن ایسے حسین وجمیل اسماء سے پہچانے جاتے۔ جبکہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باغی کافر، منافق ایسے قبیح الفاظ سے پکارے جاتے۔ لیکن شومئی قسمت کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے بدطینت افراد بھی آئے جو خود کو مسلم ومومن کہلواتے لیکن حقیقت میں وہ اسلام سے عناد وعداوت رکھتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے اپنی زشت خوئی کے باعث دین اسلام (جو کہ امن کا پیامبر ہے) میں تفرقہ بازی، فتنہ وفساد اور جنگ وجدال برپا کر دیا جس کی وجہ سے اہل اسلام کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ حضور پرنور، عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان تمام حوادثات زمانہ کا بخوبی علم تھا، لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں کو اس فتنہ کے بارے میں پہلے ہی سے آگاہ فرمادیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من یعش منکم قسیری اختلافا کثیراً (ترمذی ابواب العلم ج ۲ ص ۹۲، ابن ماجہ ج ۱ ص ۵، ابن حبان ج ۱ ص ۱۲۶، دارمی ج ۱ ص ۵۷)۔ ترجمہ: ’’تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا‘‘۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

تفرقق امتی علیٰ ثلاث و سبعین ملة کلهم فی النار ال ملة واحدة

(ترمذی ج ۲ ص ۸۹ واللفظ لہ، ابن ماجہ ص ۲۹۶، ابو داؤد کتاب السنہ ج ۲ ص ۲۷۵)۔ ترجمہ: ’’میری

اُمت تہتر فرقوں میں بٹے گی اُن میں سے ایک کے سوا سب ناری ہیں۔ لہٰذا آقائے کل، خیر الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق اسلام کے شجر سایہ دار کو گرانے کی کوشش میں جور وجفا کی وہ پُرزور آندھیاں چلیں کہ اگر یہ آندھیاں کسی اور مذہب پر چلتیں تو یقیناً اُس مذہب کا نام ونشان تک مٹ جاتا اور وہ دین صفحۂ ہستی سے ملیامیٹ ہو جاتا۔

ہمارے پیارے آقا غیب دان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اختلافات اور فتنوں کے اس ہجوم میں تنہا نہیں چھوڑا، بلکہ دین اسلام کے شجر سایہ دار پر چلنے والی ان آندھیوں کی پہچان بھی بتادی تاکہ بھولے بھالے مسلمان اسلام کے دشمنوں اور دوستوں میں فرق کر سکیں۔ چنانچہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا کُمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُ کُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ (صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۱۰)۔ ترجمہ: ’’آخر زمانے میں جھوٹے دجال (فریبی) ہوں گے جو تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے کہ نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور ان سے دور رہو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں‘‘۔

آیئے! اب اصلی مسلمان ہونے کے دعویدار فرقوں کے چند ’’محقق علماء‘‘ کی باتیں ملاحظہ فرمائیں اور پھر دل پر ہاتھ رکھ کر سچ سچ بتائیں کہ کیا زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان گمراہ فرقوں کے وجود سے قبل آپ نے ایسی باتیں کہیں پڑھی یا سُنی ہیں؟

عبارات کے مفاہیم ملاحظہ فرمائیں

1۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (براہین قاطعہ صفحہ ۶، ۲۷۸)

2۔ ہرا کام جو بندہ کر سکتا ہے وہ خدا بھی کر سکتا ہے (الجہد المقل ج ۱ صفحہ ۸۳)

3۔ اللہ کو رب مجازی کہنے والا کافر نہیں (امداد الفتاویٰ ج ششم صفحہ ۱۲۸)

تمام مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو **منزہ عن العیوب** ہر عیب سے پاک مانتے ہیں، غیر جانبدار ہو کر سوچئے کہ کیا آپ نے یا آپ کے باپ دادا نے اس سے قبل کبھی ایسی باتیں سنیں؟ اگر نہیں تو

مذکورہ حدیث مبارکہ کے تحت کیا یہ لوگ جنہوں نے یہ باتیں کیں کیا وہ دجال اور کذاب نہیں؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں۔۔۔

اس گروہ کا سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے کہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے باوجود مسلمانوں پر کفروشرک کے فتوے گاڑتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلیٰ میں نازیبا کلمات خود کہتے ہیں اور اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق یہ لوگ اپنے قصور کو تسلیم کرنے کی بجائے مسلمانوں پر شرک اور کفر کے فتوے تھوپتے ہیں، اور اپنی عاقبت کو برباد تر کرتے ہیں۔ کاش ان کی نظروں سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد عبرت نشان گزر جاتا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ "**وکان اب عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین**" (بخاری، کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج ص ۱۱۹۴ مطبوعہ دارالسلام ریاض سعودی عرب) (بخاری عربی اردو جلد سوم، کتاب استتابۃ المرتدین ص ۸۰۴ مطبوعہ شبیر برادرز پاکستان) ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو اللہ عزّ وجل کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، وہ آیات جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں (اُن کی تاویل کر کے) مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں"۔

یقیناً عام قارئین کے ذہن میں دل و دماغ میں یہ سوال بڑی شدت سے اُبھر رہا ہوگا کہ اتنے بدبخت اور ملعون لوگ کون ہیں جن کہ شفیق اُمت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال یا کذاب ارشاد فرمایا ہو اور صحابی رسول ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اللہ کی بدترین مخلوق کہا ہو۔ تو غیر جانبدار ہو کر ملاحظہ فرمایئے، وہ لوگ کوئی اور نہیں بلکہ نام نہاد مسلمان، اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کرنے والے "وہابی، دیوبندی" ہیں۔ ان لوگوں کو کیا آپ مسلمان کہیں گے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق کہیں گے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے! ذیل میں ان لوگوں کے کرتوت قارئین کی نظر کیے جاتے ہیں، پڑھیے اور ان لوگوں کے اپنے فیصلوں کو سامنے رکھ کر آپ بھی فیصلہ کیجیے اور حق کی جانب قدم بڑھایئے۔

دیوبندی، وہابی لوگوں کے سرخیل اور امام قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ "انبیاء اپنی اُمت سے اگر

ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں" (تحذیر الناس ص ۵ از قاسم نانوتوی دیوبندی)۔ دیوبندیوں، وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ "جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ہے" (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۱)۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی میں اور آگے بڑھتے ہوئے لکھا: "یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے" (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۸)۔ اسی طرح کا مضمون دیوبندیوں وہابیوں کے امام اجل اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان صفحہ ۷" پر بھی ہے۔

اب ذرا توہین اور گستاخی رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق دوسرے کیلئے آلِ دیوبند کا پیمانہ ملاحظہ فرمایئے:

"جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اگرچہ کہنے والے کی نیت حقارت کی نہ ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے" (لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۲ مصنفہ رشید احمد گنگوہی، الشہاب الثاقب صفحہ ۵۷ مصنفہ حسین احمد مدنی)۔

جن الفاظ میں ابہام گستاخی و بے ادبی کا ہوتا تھا، ان کو بھی (جناب گنگوہی نے) باعث ایذاء جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر کیا اور فرمایا کہ کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے، اگر مقدور ہو اور اگر (کفر بکنے والا) باز نہ آوے (تو اسے) قتل کرنا چاہیے کہ وہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہٗ اور اس کے رسول امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے (الشہاب الثاقب صفحہ ۵۰ مصنفہ حسین احمد مدنی۔ لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۲۔ تالیفات رشیدیہ صفحہ ۷۳، ۷۴ مصنفہ رشید احمد گنگوہی)۔

مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی نے لکھا ہے کہ "جو دعوائے اسلام و ایمان اور سعی بلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو (گستاخی کرتا ہو) اور ضروریات دین کا انکار کرے، وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے، کافر ہے" (اشد العذاب صفحہ ۵ مصنفہ مرتضیٰ حسن دربھنگی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)۔

''مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے کہ ''تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی وتوہین، بے ادبی اور تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس (گستاخ رسول) کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ کفر کے حکم کا دارو مدار ظاہر پر ہے، قصد ونیت اور قرائن پر نہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرات ودلیری کفر ہے، اگرچہ توہین مقصود نہ بھی ہو'' (اکفار الملحدین صفحہ 108,91 از انور شاہ کشمیری، صدر مدرس دیوبند)۔ اگر کسی نے ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالا جماع کافر ہے (افاضات یومیہ: ص ۲۳۴ ج ۷ از اشرف علی تھانوی)۔ قبل اس کے کہ اہل دیوبند کے تمام اُن فتاویٰ کو اور عبارات پر گفتگو کی جائے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ ہمارا کسی سے ذاتی عناد نہیں بلکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس کا مسئلہ ہے لہٰذا قارئین دیانتدار ہو کر غیر جانبدار ہو کر ملاحظہ فرمایئے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کے ناتے اپنی ذمہ داریوں کا ثبوت دیجئے۔

جبکہ ان ہی دیوبندیوں وہابیوں کے سر کے تاج خلیل احمد سہارنپوری اپنی کتاب ''المہند علی المفند'' میں لکھتے ہیں کہ ''جو اس کا قائل ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے (المہند ص ۴۹ مطبع مکتبۃ العلم)۔

اب قارئین کو چاہے وہ کسی بھی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں ٹھنڈے دماغ سے سوچئے کہ دیوبندیوں، وہابیوں کے علماء نے خود ہی اپنے علماء پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ قارئین انہیں کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ مسلمان یا پھر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے!

نوٹ: فقیر سیّد ذوالفقار رضوی تمام دیوبندی، وہابی علماء کو چیلنج کرتا ہے کہ تمہارے بزرگوں کی کفریہ عبارات تمہارے بزرگوں سے ہی کفریہ ثابت کی جائیں گی۔ آئیں اور حق سے آگاہی حاصل کریں، چاہے مناظرہ کی صورت میں ہو یا کسی اور ذریعہ سے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ۔

(یاد رہے کہ المہند وہ کتاب ہے جس پر اکثر اکابرین دیوبند کی تقریظات موجود ہیں)

قسط سوم

دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں

میثم عباس رضوی

دیوبندی تحریف نمبر 13: مناظر اسلام مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ شیعہ کے رد میں اپنی تصنیف آفتاب ہدایت میں لکھتے ہیں، ذیل میں اس تحریر کا عکس اصل کتاب سے ملاحظہ فرمائیں:

اور فرقہ حقہ اہل السنۃ والجماعۃ کی خاموشی سے فائدہ اٹھا کر تحریر وتقریر کے ذریعہ مرزائیت، رفض وغیرہ کی وبا پھیلائی جا رہی ہے۔ اور ڈر ہے یہی رفتار رہی۔ تو کسی وقت اسلام کا اصلی خوبصورت چہرہ بالکل مسخ ہو کر رفض وبدعت۔ مرزائیت وہابیت۔ چکڑالویت وغیرہ کی منحوس شکل اختیار کر لیگا۔ (خدا ایسا نہ کرے)
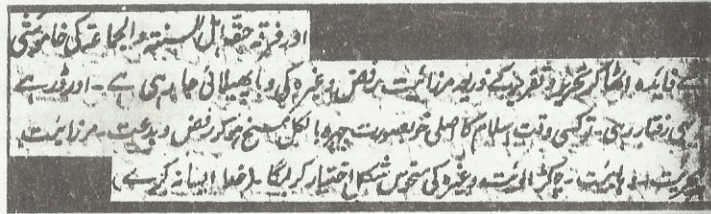
(آفتاب ہدایت صفحہ نمبر 1 مطبوعہ کریمی سٹیم پریس لاہور)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مولانا کرم الدین دبیر نے روافض اور مرزائی کے ساتھ وہابی فرقہ کو بھی اسلام کے دشمنوں میں شمار کیا ہے۔ دیوبندی اکابرین اشرف علی تھانوی وغیرہ نے کئی جگہ اپنے وہابی ہونے کا اقرار کیا ہے، اس لئے قاضی مظہر حسین دیوبندی نے فرقہ وہابیہ سے اپنے تعلق اور اپنے اکابرین کو جگ ہنسائی سے بچانے کیلئے اپنے والد گرامی مولانا کرم الدین دبیر کی کتاب ''آفتاب ہدایت'' میں تحریف کرتے ہوئے ''وہابیت'' کا لفظ نکال دیا۔ ذیل میں قاضی مظہر کے زیر اہتمام شائع شدہ آفتاب ہدایت کے تحریف شدہ ایڈیشن کا عکس ملاحظہ کریں:

فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ کی خاموشی سے فائدہ اٹھا کر تحریر کے ذریعہ مرزائیت، رفض وغیرہ کی وبا پھیلائی جا رہی ہے اور ڈر ہے کہ یہی رفتار رہی تو کسی وقت اسلام کا اصلی خوبصورت چہرہ بالکل مسخ ہو کر رفض وبدعت، مرزائیت، نیچریت، چکڑالویت وغیرہ کی منحوس شکل اختیار کریگا۔ (خدا ایسا نہ کرے)
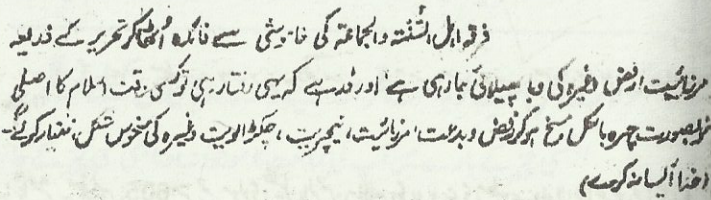
(آفتاب ہدایت صفحہ نمبر 25 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ چکوال ایڈیشن نمبر 6)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ ''وہابی'' کا لفظ نکال کر فتنہ نجد کی اس دیوبندی شاخ کے ایک سپوت قاضی مظہر حسین دیوبندی نے فتنہ نجدیت وہابیت سے اپنے تعلق کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے ''وفاداری'' کی ایک شرمناک مثال قائم کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رشید گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں وہابیوں کو اپنا ہم عقیدہ لکھا ہے اور فتاویٰ ثنائیہ میں وہابی مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی دیوبندیوں کی محبت کا جواب محبت سے دیتے ہوئے دیوبندیوں اور غیر مقلد وہابیوں کو ہم مخرج لکھا ہے، جو کہ ایک حقیقت بھی ہے کہ ان ٹولوں کی پیدائش انگریز کے ہندوستان آنے کے بعد ہوئی جن میں سے ایک گروہ دیوبندی (حنفی وہابی) اور دوسرا گروہ اہلحدیث (غیر مقلد وہابی) کہلوانے لگا۔

دیوبندی تحریف نمبر 14: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رد شیعہ میں اپنی بے مثل تصنیف ''تحفہ اثنا عشریہ'' کے باب ''در مطاعن عثمان'' میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام صیغہ ''یا'' کے ساتھ لکھا ہے۔ ذیل میں اس عبارت کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

اگر قتلہ عثمان دہ

دوازدہ سال دیگر ہم تن بصبر میدادند و سکوت کردہ می نشستند سند و ہند و ترک و چین نیز مثل ایران و خراسان یا علی یا علی می گفتند

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ نمبر 633 مطبوعہ حقیقت کتابوی استنبول ترکی)۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق یا علی یا علی کے الفاظ لکھے ہیں، دیوبندیوں سے سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بصیغہ خطاب ''یا'' کے ساتھ پکارنا گوارا نہ ہوا اور تحفہ اثنا عشریہ کا ترجمہ کرتے ہوئے خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیوبندی مولوی نے یا کا لفظ اُڑا دیا۔ ذیل میں اس تحریف شدہ عبارت کا عکس ملاحظہ کریں:

قاتلین عثمان

دس بارہ سال صبر جمیل سے اور بیٹھے رہتے تو ان کو ایران و خراسان کی طرح ہند، سندھ، ترک و چین میں بھی علی علی کے نعرے لگاتے کو مل جاتے!!

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ نمبر: 605 مترجم: مولوی خلیل الرحمٰن مظاہروی دیوبندی مطبوعہ: دار الاشاعت کراچی)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ دیوبندی اپنے جھوٹے مذہب کو سچا بنانے کی کوشش میں کتب اکابر حتیٰ قرآن وحدیث میں تحریف لفظی و معنوی سے بھی باز نہیں آتے۔ حیرت کی بات ہے کہ دیوبندی اپنے

پیروں کو یا کے صیغہ سے خطاب کریں، مدد مانگیں تو اس وقت اُن کی توحید میں کوئی فرق نہیں، لیکن جب اہلسنت و جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر اولیاء کرام کو بصیغہ یا خطاب کریں تو اس وقت اُن کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا ابھی اُن کی موت واقع ہو جائے گی۔ (جاری ہے)

نورانیت مصطفیٰ ﷺ

اہل سنت کے مؤقف کی تائید دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے قلم سے

''حضور ﷺ اپنے وجود نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں اور عالم ارواح میں اس نور کی تکمیل و تربیت ہوتی رہی۔ آخر زمانہ میں اس امت کی خوش قسمتی سے اس نور نے جسد عنصری (جسم انسانی) میں جلوہ گر و تاباں ہو کر تمام عالم کو منور فرمایا۔

(ارشاد العباد فی عید المیلاد، صفحہ ۶، مصنف: مولوی اشرف علی تھانوی، حواشی جمیل احمد تھانوی دیوبندی، مطبوعہ شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دار العلوم الاسلامیہ، اقبال ٹاؤن، لاہور)

مولوی حسین احمد مدنی کانگریسی اور تقسیم ہندوستان کا مخالف تھا

''حضرت مدنی ان علماء میں سے تھے جو کانگریس کے حامی تھے اور تقسیم کے خلاف تھے''۔

(ماہنامہ التزکیہ، سرگودھا، شمارہ نومبر، دسمبر، ص ۵۴، مولوی عبدالحکیم دیوبندی)

معمولات اہل سنت کو بدعت قرار دینے والے وہابیوں کیلئے لمحہ فکریہ

''کسی چیز کے بارے میں آپ کی ممانعت کا موجود نہ ہونا بھی کسی چیز کے جائز ہونے کے لئے کافی ہے''۔

(ماہنامہ الحرمین، مارچ 2010ء، الشیخ ابو سیاف اعجاز احمد تنویر غیر مقلد وہابی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے فتاویٰ کی زد میں

میثم عباس رضوی

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ''فتاویٰ عزیزی'' میں فرماتے ہیں کہ ''سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان میں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین اور یہ مجلس روز عاشورہ یا اس سے ایک دو دن قبل ہوتی ہے۔ چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں۔ اور فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث میں وارد ہے بیان کیا جاتا ہے اور جو کچھ احادیث میں ان بزرگوں کی شہادت کا ذکر ہے وار روایات صحیحہ میں جو کچھ تفصیل بعض حالات کی ہے اور ان حضرات کے قاتلوں کی بدعنوانی کا بیان ہے وہ ذکر کیا جاتا ہے۔ بعض تکلیفیں جو ان حضرات کو ہوئیں جو کہ روایات معتبرہ سے ثابت ہیں بیان کی جاتی ہیں اس کے ایک سطر بعد مزید فرماتے ہیں کہ ''خواب ہائے وحشت ناک ذکر کئے جاتے ہیں۔ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے دیکھے تھے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کو اس واقعہ سے نہایت رنج والم ہوا۔ پھر ختم قرآن حکیم کیا جاتا ہے اور پنج آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود رہتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے اور اس اثناء میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے۔ .... اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت اور گریہ کی لاحق ہو جاتی ہے۔ اس قدر عمل میں آتا ہے اگر سب فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا''۔

(فتاویٰ عزیزی، صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک، کراچی)

شاہ عبدالعزیز کے اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ

۱) محرم میں محفل شہادت حسین منعقد کرنا اور اس میں فضائل وشہادت حسنین میں معتبر روایات پڑھنا جائز ہیں۔

۲) کسی دن یا تاریخ کی تخصیص کر کے محفل کرنا جائز ہے

۳) پنج آیات قرآنیہ کھانے پر پڑھ کر فاتحہ کرنا جائز ہے۔

قارئین کرام آپ نے یہ ملاحظہ کیا کہ مندرجہ بالا امور محرم میں بجالانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جائز سمجھتے تھے جب کہ

(۱) اس کے برعکس دیوبندی مذہب کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی کا موقف بھی ملاحظہ کریں۔

جس میں رشید احمد گنگوہی نے محرم میں ہونے والی اس مجلس شہادت حسین کو حرام قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس میں صحیح روایات ہی بیان کی جائیں مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے فتاویٰ جات ذیل میں ملاحظہ کریں۔

☆ ''ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بسبب مشابہت روافض کے منع ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، اردو بازار کراچی)

اسی سے تھوڑا آگے مزید لکھا ہے کہ

☆ ''محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۲۰، مطبوعہ محمد علی کارخانہ، اسلامی کتب اردو بازار، کراچی)

بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو محرم میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتاب سرالشہادتین پڑھنے پر بھی پابندی لگا دی ہے۔ ملاحظہ کریں

☆ ''ایام محرم میں سرالشہادتین کا پڑھنا منع ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۲۰، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اردو بازار، کراچی)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ شاہ عبدالعزیز جس محفل کو ذوق وشوق اور اہتمام سے منعقد کرتے ہیں رشید گنگوہی دیوبندی کے نزدیک بدعت ہے۔ یہ رشید احمد گنگوہی کا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر بدعتی ہونے کا فتویٰ نمبر 1 ہے۔

(۲) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر سال دس محرم (یوم عاشورہ) کو میرے گھر یہ محفل ہوتی ہے جب کہ فتاویٰ رشیدیہ میں کسی یوم کی تخصیص کرنا بدعت قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کریں۔

"قیدو تخصیص یوم کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۱۹، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، کراچی)

معلوم ہوا کہ یوم کی تخصیص کرنے پر بھی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رشید احمد گنگوہی کی نزدیک بدعتی ٹھہرے۔ یہ گنگوہی کا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر بدعتی ہونے کا فتویٰ نمبر 2 ہے۔

(۳) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کھانے پر پنج آیت پڑھی جاتی ہیں جسے فاتحہ کہتے ہیں۔ اس کو بھی دیوبندیوں کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی نے بدعت قرار دیا ہے۔ سائل کا سوال اور مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا جواب ملاحظہ کریں۔

سوال: کھانا سامنے رکھ کر اس پر پنج آیت پڑھنا کیسا ہے، جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں؟۔

جواب: یہ سب امور بدعت ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۳۷، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی)

معلوم ہوا کہ جو امر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک جائز تھا وہ رشید گنگوہی کے نزدیک بدعت ہے۔ یہ گنگوہی کا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر بدعتی ہونے کا فتویٰ نمبر 3 ہے۔

قارئین ابھی یہ ایک چھوٹی سی جھلک ہے کہ دیوبندی اپنے عقائد واعمال میں جمہور سلف سے الگ مذہب رکھتے ہیں فیصلہ آپ پر ہے کہ آپ بزرگانِ دین کے ساتھ ہیں یا ان مخالفین کے ساتھ؟

مولوی عبداللہ دیوبندی سابق خطیب لال مسجد اسلام آباد گستاخ اہل بیت اور یزیدی ہے

دیوبندیوں کا اقرار

میثم عباس رضوی، لاہور

دیوبندیوں کے ایک شمارے ماہنامہ "بیداری" مئی 2010ء میں مولوی عبدالعزیز دیوبندی المعروف مولوی برقعہ پوش مفرور کے والد مولوی عبداللہ دیوبندی سابق خطیب لال مسجد اسلام آباد کو یزیدی اور گستاخ اہل بیت لکھا گیا ہے حوالہ ملاحظہ کریں۔

"مولانا محمد عبداللہ صاحب مرحوم خطیب لال مسجد اسلام آباد ہمیشہ یزید کی حمایت اور اہل بیت کی تنقیص کیا کرتے تھے وہ کراچی اور لاہور سے ناصبیوں اور یزیدیوں کی کتاب منگوا کر تقسیم کیا کرتے تھے یہ آں مرحوم پر الزام نہیں بلکہ مولانا مرحوم کا یزیدی ہونا خود انہی کے خطوط اور تحریرات سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی اپنے ماہنامہ "حق چاریار" میں حتمی دلائل کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں۔ (ماہنامہ بیداری شمارہ صفحہ ۵۲ شمارہ مئی ۲۰۱۰ مضمون نگار محمد موسیٰ بھٹو دیوبندی)

لیجیے صاحب محمد موسیٰ بھٹی دیوبندی اور قاضی مظہر حسین دیوبندی کے اقرار سے ثابت ہو گیا کہ مشہور دیوبندی مولوی عبداللہ یزیدی دیوبندی اور گستاخ اہل بیت تھا حقیقت تو یہ ہے کہ دیوبندی اللہ اور رسول کی گستاخی کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تو اہل بیت پاک کی گستاخی کرنے میں ان کو کیوں شرم آئے گی؟ چلتے چلتے مولوی عبداللہ دیوبندی یزیدی سابق خطیب لال مسجد اسلام آباد کی یزیدیت کا ایک اور ثبوت ملاحظہ کریں۔ یزیدیوں اور خارجیوں نے ایک کتاب

بنام ''حیات سیدنا یزید رحمۃ اللہ علیہ'' شائع کی تو اس کتاب میں اپنے ہم خیال دیوبندی وہابی مولویوں کی تقاریظ و آراء نقل کیں ان مولویوں میں سے ایک مولوی عبداللہ دیوبندی یزیدی خارجی بھی ہے مولوی عبداللہ کا خط جو اس کتاب میں شائع ہوا ہے وہ بھی ملاحظہ کریں۔

''محترم السید الاستاد المکرم محمد عظیم الدین صدیقی صاحب سلام مسنون

خط ملا آج ہی شیخ القرآن (مولوی غلام اللہ خاں راولپنڈی) سے بات کی کتاب حیات سیدنا یزید ان کو ابھی تک نہیں ملی تبصرہ اور رائے کی درخواست بھی کی انہوں نے قبول فرمالیا ویسے بھی وہ حضرت امیر یزیدؒ کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ہمارا ہے لیکن وہ بھی میری ہی طرح برملا اظہار بوجوہ نہیں کرتے یہ مجبوری نا معلوم ہماری کب تک چلے گی؟ کوئی آنے والا نہیں ورنہ دستی کتب مزید منگواتا

والسلام

محمد عبداللہ خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد''

اس خط میں چند باتیں قابل غور ہیں

۱۔ حیات سیدنا یزید رحمۃ اللہ علیہ کے مصنف کو ''محترم السید الستاد المکرم'' لکھا ہے۔

۲۔ اس خط میں مولوی عبداللہ دیوبندی خارجی نے اپنا اور دیوبندیوں کے شیخ القرآن مولوی غلام اللہ خاں راولپنڈی کا عقیدہ ایک ہی لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ کچھ وجوہ کی وجہ سے دونوں کھلم کھلا اپنے عقیدے کا اظہار نہیں کرتے سیدھی طرح لکھ دیتے کہ ہم اپنے بھائی شیعوں کی طرح ''تقیہ'' کرتے ہیں جیسا کہ تھانوی نے سنیوں کے ساتھ تقیہ سے کام لیا تھا۔ (تذکرۃ الرشید جلد اوّل صفحہ 118 مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور وسیف یمانی صفحہ 116 مطبوعہ مدنی کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ)

۳۔ اس خط کی آخری سطر جس میں لکھا ہے کہ ''کوئی آنے والا نہیں ورنہ دستی کتب مزید منگواتا'' پہلے پیش کیے گئے ماہنامہ بیداری کے اقتباس کی تصدیق کرتا ہے جس میں لکھا ہے کہ ''وہ کراچی اور لاہور سے ناصبیوں اور یزیدیوں کی کتاب منگوا کر تقسیم کیا کرتے تھے''

قارئین بات صرف مولوی عبداللہ دیوبندی کی نہیں بلکہ بقول قاضی مظہر حسین دیوبندی خارجیت اور یزیدیت کے جراثیم دیوبندی مذہب میں پھیل رہے ہیں۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں۔

دیوبندیوں نے قاسم نانوتوی کا ایک مکتوب بنام ''شہادت امام حسین و کردار یزید'' شائع کیا جس کا دیباچہ قاضی مظہر حسین دیوبندی نے لکھا اور اس دیباچہ میں دیوبندیوں کے خارجی یزیدی ہونے کا رونا رویا ہے۔ قاضی مظہر حسین نے لکھا ہے کہ

''شیعیت وغیرہ دوسرے فتنوں کے ساتھ خارجیت بعنوان یزیدیت کا فتنہ بھی پھیل رہا ہے جس میں دیوبندی حلقہ بھی مبتلا ہو رہا ہے''۔

(دیباچہ شہادت امام حسین و کردار یزید، صفحہ ۳۵، ۳۶، مطبوعہ تحریک خدام اہل سنت و جماعت، کرم آباد، وحدت روڈ، لاہور)

دیوبندیوں کی خارجیت اور یزیدیت کے اور بھی بہت سے ثبوت ہیں۔ جو کہ انشاءاللہ تعالیٰ پھر کسی موقع پر پیش کئے جائیں گے۔ قارئین اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں۔

معمولات اہل سنت، میلاد، فاتحہ وغیرہ پر دلیل خاص کا مطالبہ کرنے والے دیوبندی مرزا قادیانی کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔

''مدعی سے خاص دلیل کا مطالبہ کرنا کہ یہ خاص قرآن سے دکھاؤ یا خاص ابوبکر، عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حدیث دکھاؤ یا خاص فلاں فلاں کتاب سے دکھاؤ۔ یہ محض دھوکہ اور فریب ہے کتاب وسنت نے دلیل خاص کی ہرگز پابندی عائد نہیں کی۔ ان پڑھ لوگوں سے اس قسم کی شرائط پر دستخط لئے جاتے ہیں جو شرعاً باطل ہوتی ہیں۔ یہ خالص مرزا قادیانی کی سنت ہے''۔ (مجموعہ رسائل، جلد ۱، صفحہ ۱۶۵، مولوی امین صفدر اوکاڑوی، مطبوعہ ادارہ خدام احناف، باغبانپورہ، لاہور)

اس مفہوم کی عبارت ''انوارات صفدر'' جلد ۱، صفحہ ۳۶۳، مصنفہ مولوی محمود عالم صفدر اوکاڑوی میں بھی موجود ہے۔

قسط سوم

وہابیوں کے تضادات

میثم عباس رضوی، لاہور

تضاد نمبر ۲۱:

وہابیوں کے مشہور مولوی صلاح الدین یوسف نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "سیدنا حسین کے ساتھ امام لفظ بولنا اور اسی طرح رضی اللہ عنہ کے بجائے علیہ السلام کہنا بھی شیعیت ہے" (رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا، ص۳۰، مطبوعہ دار السلام، لاہور)

نوٹ! بالکل یہی عبارت ایک اور وہابی برق التوحیدی کی کتاب "مروجہ ماتم حسین" ص۱۷۶، مطبوعہ مکتبہ اہل سنت والجماعت ضلع فیصل آباد میں بھی موجود ہے۔

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ کریں کہ مندرجہ بالا دونوں وہابی مولویوں کے برعکس کئی وہابی مولوی اس نظریہ کے خلاف ہیں۔ اس کی تفصیل ملاحظہ کریں۔

مولوی عبدالمنان راسخ غیر مقلد وہابی نے ان دونوں کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے "حضرات محدثین کرام وشارحین عظام اور مؤرخین کرام کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے بعد علیہ السلام لکھنا یا سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے بعد لکھنا اکثر مقامات پر ثابت ہے اور میں نے صحیح بخاری، اللؤلؤ والمرجان، فتح الباری، نیل الاوطار، مجمع الزوائد، مستدرک الحاکم، اور رحمۃ للعالمین، سمیت کئی کتابوں میں اکثر وبیشتر پڑھا ہے لیکن یہ دعائیہ جملہ بعض احباب (میری مراد ناصبی ذہن رکھنے والے متعصب ومتشدد لوگ ہیں) کی طبع نازک پر بہت گراں گذرتا ہے اور وہ برسر منبر ومحراب بذریعہ قلم وقرطاس لوگوں کو علیہ السلام کہنے سے منع کرتے ہیں اور اس کے عدم جواز پر ایسے حیلے

بہانے تراشتے ہیں کہ جن کی حیثیت بیت عنکبوت سے بھی کم تر ہے۔

(گلستان رسالت کے دو پھول، ص۴۶، عبدالمنان راسخ، مطبوعہ جامعۃ الکتاب والحکمۃ، فیصل آباد)

چند سطروں بعد لکھا ہے کہ "حسنین کریمین اور صحابہ وتابعین کرام کے لئے علیہ السلام کہنا بالکل جائز درست اور صحیح ہے" (گلستان رسالت کے دو پھول، ص۴۶)

غیر نبی کیلئے علیہ السلام کے جواز کے اطلاق پر "فتاویٰ ستاریہ" میں سے بھی حوالہ ملاحظہ کریں۔

"رضی اللہ عنہ اور علیہ السلام ہر دو جملے دعائیہ ہیں غیر نبی اور غیر صحابہ پر بھی استعمال کر سکتے ہیں جیسا کہ متقدمین نے لکھا ہے فاطمہ علیہا السلام، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، علی المرتضی علیہ السلام حالانکہ نہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبیہ تھی نہ حضرت امام حسنؓ اور امام حسین نبی تھے جو ان کو علیہ السلام لکھا گیا"۔

یہ فتویٰ مولوی عبدالغفار سلفی نے لکھا اور اس کی تصدیق کرنے والے وہابی مولویوں کے نام ملاحظہ کریں۔ مولوی ابوالخلیل عبدالجلیل، مولوی ابو عمار عبدالقہار، مولوی محمد ومولوی محمد سلیمان جونا گڑھی۔

(فتاویٰ ستاریہ، جلد۳، ص۱۹۵ مطبوعہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ دو وہابی مولوی (صلاح الدین یوسف اور برق التوحیدی) سیدنا امام حسین کے نام پاک کے ساتھ علیہ السلام کہنے کو شیعیت کہہ رہے ہیں جب کہ اس کے برعکس وہابی مولوی عبدالمنان راسخ اس کے خلاف بولنے والوں کو ناصبی کہہ رہا ہے اور ان کا رد شدومد سے کر رہا ہے اور دیگر مولوی بھی امام اور علیہ السلام کو جائز کہہ رہے ہیں۔ یہ ہے ان غیر مقلد وہابیوں کی آپس کی خانہ جنگی اور تضاد بیانی۔

تضاد نمبر ۲۲:

ایک وہابی محقق ڈاکٹر محمد اسحاق نے لکھا ہے:

"حضرت امام ابوحنیفہ کبیر تابعین سے ہیں انہوں نے خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۹۳ھ اور آخری صحابی رسول ﷺ جنہوں نے مکہ معظمہ میں ۱۱۰ھ میں وفات پائی جن کا نام ابوطفیل عامر بن واثلہ ہے سے شرف ملاقات کا اعزاز حاصل کیا"۔ (فقہ اکبر، صفحہ۱، مطبوعہ ادارہ اشاعت

اسلام، اقبال ٹاؤن، لاہور)

اس کتاب کے صفحہ ۵ پر امام اعظم کے بارے میں مزید لکھا ہے کہ ''انہوں نے آٹھ صحابہ کرام کی زیارت کی جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت انس خادم رسول ﷺ۔ (۲) حضرت جابر بن عبداللہ۔ (۳) حضرت عبداللہ بن انیس۔ (۴) حضرت عبداللہ بن جز الزبیدی۔ (۵) حضرت عائشہ بنت عمرو۔ (۶) حضرت عبداللہ بن اوفی۔ (۷) حضرت سہل بن ساعدی۔ (۸) حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ''

(فقہ اکبر، صفحہ ۵، مطبوعہ ادارہ اشاعت اسلام، اقبال ٹاؤن، لاہور)

اس کے برعکس وہابیوں کے فتاویٰ ستاریہ میں لکھا ہے کہ ''امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صحابی تو درکنار تابعی بھی نہ تھے''۔ (فتاویٰ ستاریہ، جلد ۳، ص ۱۹۵، مطبوعہ مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل کراچی)

یہ ہے وہابیوں کا تضاد نمبر ۲۲ کہ ایک مولوی امام اعظم ابوحنیفہ کو تابعی کبیر مان رہا ہے جبکہ دوسرا تابعیت سے انکار کر رہا ہے۔

تضاد نمبر ۲۳:

وہابیوں کے مجتہد العصر مولوی عبداللہ روپڑی نے بھینس کی قربانی کے متعلق لکھا ہے کہ ''بھینس کی قربانی جائز نہیں''۔ (فتاویٰ اہل حدیث، جلد ۲، ص ۴۲۶، مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ النبویہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا)

۱) جب کہ اس کے برعکس وہابیوں کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی نے فتاویٰ نذیریہ جلد ۳، ص ۲۵۷ میں قربانی کے جانوروں کی عمریں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''گائے بھینس میں جو دو سال کی ہو'' (فتاویٰ نذیریہ، جلد ۳، ص ۲۵۷)

اسی فتاویٰ کے اگلے صفحے پر لکھا ہے کہ ''بھینس گائے کے حکم میں ہے''۔

(فتاویٰ نذیریہ، جلد ۳، ص ۲۵۸، مطبوعہ مکتبہ المعارف الاسلامیہ، گوجرانولہ)

۲) مشہور وہابی مولوی احسان الٰہی ظہیر کے استاد مولوی ابوالبرکات احمد وہابی نے اپنے فتاویٰ برکاتیہ میں لکھا ہے کہ ''بھینس اور بھینسا دونوں بقرہ کی نوع میں سے ہیں لہٰذا اس کا حکم بھی گائے کی طرح

ہے''۔ (فتاویٰ برکاتیہ، ص ۳۴۲، مطبوعہ جامعہ اسلامیہ، گلشن آباد، گوجرانوالہ)

وہابیوں کے ایک مشہور مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی بھینس کی قربانی کو جائز لکھا ہے ملاحظہ کریں ''جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں لا اجد فیھا اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا ان چیزوں کے سوا جن کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے بھینس ان میں سے نہیں اس کے علاوہ عرب لوگ بھینس کو بقرہ (گائے میں داخل سمجھتے ہیں)۔ (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۱، ص ۸۰۹، ۸۱۰)

وہابیوں کے فتاویٰ ستاریہ میں سے بھینس کی قربانی کا جواز ملاحظہ کریں۔

سوال: کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: جائز ہے چونکہ بھینس، گائے اور گائے کا ایک ہی حکم ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ، جلد ۳، ص ۲، مطبوعہ مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل کراچی)

زمانہ حال کے وہابی مولوی غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری نے اپنے ماہنامہ ''السنۃ'' میں بھینس کے حلال ہونے کے جواز میں مضمون لکھا ہے اس کے صرف دو اقتباس ملاحظہ کریں۔

بھینس کے حلال ہونے پر اجماع و اتفاق ہے کسی نے اس کو حرام نہیں کہا یہ بھی ایک قوی دلیل ہے۔ (ماہنامہ السنۃ، ص ۱۱، شمارہ ۱۳، نومبر ۲۰۰۹ء)

اسی صفحہ پر مزید لکھا ہے ''بھینس شریعت کے اصول و قاعدہ کے مطابق حلال ہے''۔

(ماہنامہ السنۃ، ص ۱۱، شمارہ ۱۳، نومبر ۲۰۰۹ء)

نیز ایک وہابی مولوی نعیم الحق ملتانی نے ''بھینس کی قربانی'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں بڑے زور و شور سے بھینس کی قربانی کو حلال کہا گیا ہے۔ قارئین محترم آپ نے ان وہابیوں کے آپس کے اختلافات ملاحظہ کئے کہ ایک مولوی کچھ کہہ رہا ہے تو دوسرا بالکل اس کے برعکس کہتا ہے لیکن اپنی اس خانہ جنگی کے باوجود انہیں ہمارے فقہاء کرام کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کیوں شرم نہیں آتی؟۔

(جاری ہے)

واقعہ کربلا
اور
درس عبرت وعمل

(مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری، انڈیا)

ماہِ محرم:

محرم کا مہینہ بڑا مبارک اور محترم مہینہ ہے۔ اسلامی سال کا یہ پہلا مہینہ اپنے اندر بڑی عظیم یادگاریں رکھتا ہے۔ اس کی دسویں تاریخ جس کو یوم عاشورہ کہتے ہیں۔ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ محرم ہی کی دسویں تاریخ جمعہ کے دن حضرت نوح علیہ السلام اپنی کشتی سے زمین پر تشریف لائے اور اسی دن دسویں تاریخ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ظلم سے نجات پائی۔ جب کہ فرعون غرق ہوگیا۔ اسی دسویں محرم اور جمعہ کے دن قیامت آنے والی ہے۔ اکسٹھ ہجری دسویں محرم جمعہ کے دن ہی شہزادۂ رسول جگر گوشۂ بتول اور گلشن اسلام کے مہکتے پھول امام عالی مقام حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کربلا کی تپتی ہوئی سرزمین پر شہادت کا جام پیا۔ اسی لئے جب ہر سال یہ تاریخ آتی ہے، محبان اہل بیت اس واقعہ فاجعہ کو یاد کر کے غم واندوہ میں ڈوب جاتے ہیں۔ طبعی طور سے اگر واقعات کربلا سن کر یا یاد کر کے غم تازہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ قصداً سوگ منانا، ماتم ونوحہ کی فضا قائم کرنا اور سینہ کوبی کرنا کسی طرح شرعاً جائز نہیں۔ ہو سکے تو نویں دسویں دن روزہ رکھ کر اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، صدقہ وخیرات کریں، شہدائے کربلا ودیگر صحابہ اہل بیت کو ایصالِ ثواب کریں۔ اہل بیت کے فضائل کی مجالس قائم کریں اور سچے واقعاتِ کربلا بیان کریں اور سنیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے خلیفہ وتلمیذ صدر الشریعہ بدر الطریقہ فقیہ اعظم حضرت مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی قادری رضوی قدس سرہٗ مصنف ''بہار شریعت'' ارشاد فرماتے ہیں:

''ماہِ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ودیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیرینی پر فاتحہ، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے، ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب (پسندیدہ) ہے۔ بہت سے (لوگ) پانی اور شربت کی سبیل لگاتے ہیں، جاڑوں میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے، جو کار خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ، ہو سکتا ہے ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔

بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے، ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے''۔ (بہار شریعت، حصہ:۱۶، ص ۲۴۴، ۲۴۵، فاروقیہ بکڈپو، دہلی)

مجلس ذکر شہادت:

حضرت صدر الشریعہ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ماہ محرم شریف کی مجالس کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''عشرۂ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے، جبکہ روایات صحیح بیان کی جائیں۔ ان واقعات میں صبر وتحمل، رضا وتسلیم کا مکمل درس ہے اور پابندی احکام شریعت واتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام اعزہ واقربا، رفقاء اور خود اپنے کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع وفزع کا نام بھی نہ آنے دیا۔ مگر اس مجلس میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر خیر ہو جانا چاہئے تاکہ اہل سنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق وامتیاز رہے''۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۴۷)

تعزیہ داری:

دسویں محرم میں برصغیر ہندوپاک وبنگلہ دیش میں یادگار امام کے نام پر تعزیہ داری کی جو رسم جاری ہے وہ انتہائی غلط شکل اختیار کر گئی ہے۔ مقامات مقدسہ اور روضۂ امام عالی مقام کا محض صحیح نقشہ بنوا کر بطور یادگار رکھا جاتا تو اس میں کوئی حرج نہ تھا۔ جیسے کہ کعبۂ معظمہ اور روضۂ رسول کے نقشے ہم بناتے

اور گھروں میں تبرکاً رکھتے ہیں۔ مگر افسوس! عقیدت کے غلو نے تعزیہ کو مایہ بدعات بنا کر رکھ دیا۔ حتی کہ اب تو روضہ امام کا صحیح نقشہ بھی باقی نہ رہا۔ طرح طرح کی نئی تراش خراش نے تعزیہ کو ایک نئے نقشے میں تبدیل کر دیا ہے، لہٰذا اب حد سے تجاوز کی بنیاد پر اس کو کسی طرح جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں جو بے راہ رویاں در آئی ہیں ان کو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس طرح بیان کیا ہے:

''تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلے میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں۔ کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح (قبر) بنتی ہے اور علم اور شدے نکالے جاتے ہیں۔ ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے۔ آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں، کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، کہیں چبوترے کھدوا دیے جاتے ہیں۔ تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول ناریل چڑھاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں، بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے۔ چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔ تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسرے پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت، مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں، پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں۔ گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے، پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی۔

اور اس تعزیہ داری کے سلسلے میں کوئی پیک بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا، وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔

کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے، اس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے

ہیں۔

کہیں سقہ (بھشتی) بنایا جاتا ہے۔ چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے، گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا۔ کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے۔ یہ حضرت عباس علم بردار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے۔ اس قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں، یہ سب لغو خرافات ہیں۔ ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خوش نہیں ہوں گے۔

یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دین وسنت کے لئے یہ زبردست قربانیاں دیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنالیا۔

بعض جگہ اس تعزیہ داری کے سلسلے میں براق بنایا جاتا ہے، جو عجیب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا، شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لئے ایک جانور ہوگا۔

کہیں دُلدُل بنتا ہے اور کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں۔ بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں، جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔ ایسی بری حرکت کو اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس! کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں۔ یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنالیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے۔ اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے۔ سینہ سرخ ہو جاتا ہے بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔

تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ مرثیہ میں غلط واقعات نظم کئے جاتے ہیں۔ اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع وفزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چونکہ اکثر مرثیہ رافضیوں کے ہی ہیں، بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے، مگر اسے رو میں سنی بھی بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

اظہار غم کے لئے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھارتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں۔ ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ احادیث میں ان سب کی ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ ورسول ﷺ راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں۔ یعنی روٹیاں یا بسکٹ اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔ یہ چیزیں کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لوٹنے والوں کے پاؤں کے نیچے بھی آتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریق پر فقرا کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انہیں فائدہ بھی پہنچے مگر وہ لوگ اس طرح لٹانے ہی کو اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۴۷، ۲۴۹)

دیکھا آپ نے بارگاہِ رضا کے اس پروردہ اور فیض یافتہ نے کیسا بے باک قلم چلایا اور دوٹوک فیصلہ سنایا ہے۔ نہ اپنوں کی پروا کی ہے نہ غیروں کا خوف کھایا ہے۔ سچے عالم دین کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔

اب ذرا مجدد ملت مصلح امت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے ارشادات وفتاویٰ بھی تعزیہ ومتعلقات تعزیہ کے بارے میں ملاحظہ کریں کہ وہ دردمند ملت، قوم کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کیا اقدام فرماتے ہیں اور بدعات وخرافات پر کیسی کاری ضرب لگاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

"تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پرنور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہیدِ ظلم وجفا صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک، مکان میں رکھنا، اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر، مکانات وغیرہ ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز۔ اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی امثال (شکلیں) بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقۃً بعد طبقۃٍ (یکے بعد دیگرے) أئمہ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریف حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں، جسے اشتباہ (شبہ) ہو امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے۔ مگر جہال بے خرد (بے عقل جاہلوں) نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں۔

اول تو نقش تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی۔ ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت، جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق (دھوم دھام) پھر کوچہ بہ کوچہ، دشت بہ دشت، اشاعت غم کے لئے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازی کی شورافگنی۔ کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغولِ طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے، کوئی ان مایۂ بدعات (سامان بدعات) کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا، منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے۔ پھر باقی، تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل (اختلاط) اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعتِ پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبالِ ابتداع (بدعت نکالنے کے وبال) کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے دیتے ہیں، گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت (بربادی) ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔

اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہٖ حضرات شہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں۔ (پھر) کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ دفن کر دیے۔ یہ ہر سال اضاعتِ مال (مال ضائع کرنے) کے جرم ووبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ، حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ (ناپسندیدہ طریقہ) کا نام ہے، قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔ ہاں اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان التام کی ارواحِ طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار (اکتفا) کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا۔ اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل کو بغرض تبرک وزیارت اپنے

مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قبیحہ سے بچتے۔اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا۔مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد (عقیدت مندوں) کے لئے ابتلائے بدعات (بدعات میں مبتلا ہونے) کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا: اتقوا مواضع التھم (تہمت کی جگہوں سے بچو) اور وارد ہوا ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَقِفْ مَوَاقِفَ التُّهَم)) (جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ تہمت کی جگہوں پر کھڑا بھی نہ ہو) لہٰذا روضہ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بہ قصد تبرک بے آمیزش منہیات (ممنوع کاموں کی آمیزش کے بغیر) اپنے پاس رکھے، جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں، یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پرنور کے نقشے لکھے ہیں"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۹ صفحہ ۳۵،۳۶، رضا اکیڈمی بمبئی)

ماہ محرم خاص کر دسویں محرم میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہٗ اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کو ان ایام میں صدقات وخیرات، مبرات وحسنات کی کثرت چاہئے۔خصوصاً روز عاشورا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب اور ایک سال گزشتہ کے گناہوں کی معافی ہے۔کما ثبت فی الحدیث الصحیح۔ (جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے) اور بہتر یہ ہے کہ نویں دسویں دونوں کا روزہ رکھے"۔

یہ محرم الحرام کے مبارک ماہ میں بدعات وخرافات کے خلاف امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کا قلمی جہاد ہے۔اسے وہ لوگ بھی پڑھیں اور حقیقت کا اعتراف کریں جو امام احمد رضا قدس سرہٗ کے بارے میں غلط فہمیوں کے شکار ہیں اور اس مجدد برحق کے خلاف غلط پروپیگنڈے بھی کرتے پھرتے ہیں۔کیسی سچی، سیدھی باتیں اس امام برحق نے کہی ہیں۔ان کو بار بار پڑھنا چاہئے اور اس کے مطابق عمل بھی کرنا چاہئے۔

دوسری اور آخری قسط

تحقیق وما اہل بہ لغیر اللہ

علامہ ابوالحسن محمد خرم رضا قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

ضروری نوٹ! اس مضمون کی قسط اول کلمہ حق شمارہ نمبر 1 میں شائع ہو چکی ہے۔

مندرجہ بالا عبارت جو کہ غیر مقلدین کے امام نے نقل کی اس سے واضح ہو گیا کہ "اھل" کا معنی صرف جانور پر کسی کا نام لینا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب جانور کو مخلوق کا نام لے کر ذبح کرنا ہے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیلئے "یھلون" کا صیغہ استعمال کیا ہے جس سے واضح ہے کہ اھل کا مفہوم بھی "ذبح کرنا ہے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کرنا حرام ہے۔اگر کسی چیز پر مخلوق کا نام آجائے مثلاً میری گائے، تمہاری بکری، داتا صاحب کا دنبہ، حضرت خواجہ کا مینڈھا، حضور غوث پاک کی گائے، امام صاحب کی بھینس وغیرہ تو یہ درست ہے کیونکہ مخلوق کا نام آنے سے چیز حرام نہیں ہوتی قرآن پاک میں بھی مثال موجود ہے "غنمہ القوم" "قوم کی بکریاں" الانبیاء 78 ترجمہ مولوی جونا گڑھی غیر مقلد مطبوعہ المدینۃ المنورہ ۱۴۲۱ ہجری۔

قرآن مجید کی سورتوں پر غیر اللہ کے نام آتے ہیں مثلاً بقرہ، نساء، آل عمران، نمل، نحل، الناس وغیرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تدوین قرآن کے وقت ان اسماء کو اسی طرح برقرار رکھا اگر وہ اس موقف کے مخالف ہوتے تو ضرور ترمیم کردیتے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک انصاری خاتون کے پاس گیا۔فذبحت لہ شاۃ (ترمذی 12/1) تو اس نے آپ کے لئے بکری ذبح کی۔

حضور اکرم ﷺ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنھما ایک صحابی حضرت ابوالہیثم

کے پاس گئے تو انہوں نے آپکے لئے بکری ذبح کی (مسلم 85/2، ترمذی 60/2 مشکوٰۃ 368)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کیلئے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت فرمائی تھی کہ اسکی خوب نگہبانی کرے چنانچہ جب بھی آپ بکریوں کے پاس آتے تو اسے دیکھتے حتیٰ کہ وہ بکری خوب موٹی اور فربہ ہوگئی۔ (کتاب الآثار باب الایمان رقم الباب 112، رقم الحدیث 368)

درج بالا جانور، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے لئے اور آپکی مہمان نوازی کیلئے آپ کے سامنے ذبح کئے اور انکی نسبت حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی طرف بھی کی۔ لیکن آپ نے اسکو حرام اور شرک وغیرہ نہیں کہا جس سے واضح ہے کہ غیر اللہ کا نام آنے سے جانور حرام نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسے ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا گیا محض یہ کہہ دینے سے کہ "یہ جانور فلاں بزرگ کیلئے ہے" تو حرمت وارد نہیں ہوجاتی اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان مسجد نبوی کو رسول اللہ (ﷺ) کی مسجد کہا کرتے تھے (بخاری 67/1 مسلم 201/1، ترمذی 73/1 مسند احمد 24351) بلکہ امام بخاری نے تو باب باندھا ہے "ھل یقال مسجد بنی فلان (حدیث نمبر 416) کیا بنو فلاں کی مسجد کہا جائے جس طرح اہل اسلام دور رسالت علیہ التحیۃ والثناء سے مساجد کے نام غیر اللہ کے نام پر رکھتے آئے ہیں مسجد قبلتین، مسجد قباء، جمعہ، فاطمہ، اجابہ، ذوالحلیفہ وغیرہ۔ کیا بزرگوں کی طرف نسبت کئے جانے والے جانوروں کو حرام کہنے والے اور امت پر شرک وبدعت کے ظالمانہ فتوے لگانے والے کیا اوپر بیان کی گئی مساجد کو بھی اپنے فتوے کی زد میں لانے کی ناپاک کوشش کریں گے؟

جب کے منکرین کا اپنا دامن بھی اس قسم کے عمل سے بھرپور ہے مثلاً مسجد ابراہیم مسجد القادسیہ، مسجد اہلحدیث، بادشاہی مسجد، فیصل مسجد، مسجد شہداء، بلال مسجد، عکس جمیل، آسٹریلیا مسجد، جامعہ حفصہ، لال مسجد وغیرہ

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت — دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ
تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی — وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں تھی

اگر پھر بھی فتویٰ لگانے سے باز نہ آئیں تو ان تمام مساجد کے نام غیر اللہ سے منسوب کرنا ترک کر دیں اور غیر اللہ سے چندہ بھی نہ مانگا کریں۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم دعا کرتے تھے "اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور میری موت اپنے رسول ﷺ کے شہر میں بنا (بخاری 254,266/1)
زمینوں اور آسمانوں کی ملکیت تو اللہ کیلئے ہے لیکن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ المنورہ کو رسول کا شہر (ﷺ) کہہ رہے ہیں اب کوئی بتائے کہ جو توحید سیدنا عمر فاروق کو سمجھ آئی آج کے کسی جعلی توحید پرست کو آسکتی ہے قطعاً نہیں تو ثابت ہوا کہ شہر پر رسول پاک کا نام آنا حقیقتاً نہیں مجازاً ہے اور یہ جائز ہے کوئی شرک وبدعت وحرام قطعاً نہیں ہے ورنہ سیدنا فاروق اعظم کبھی یوں نہ فرماتے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو مسجد عشار میں دو رکعت پڑھنے کی تاکید کی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ نماز پڑھنے کے بعد یہ بھی کہنا ھذہ لابی ہریرہ یہ دو رکعت ابوہریرہ کیلئے ہیں۔ (سنن ابوداؤد جلد 2 صفحہ 236) یعنی انکا ثواب ابوہریرہ کو پہنچے۔

جنت وعرش وآسمانوں پر نام محمد ﷺ:

اللہ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی ساق عرش، آسمانوں، جنت کے ہر محل حوروں کے گلے پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر، شجر طوبیٰ کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر، پردوں کے کناروں پر اور ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہے۔ (المواہب اللدنیہ 186/1 قال الزرقانی فی شرحہ رواہ ابن عساکر۔ جمع الوسائل 226/2)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے بھی اس سے ملتی جلتی روایت لکھی ہے۔ فتاویٰ ابن تیمیہ (150/2)
جو کہتے ہیں غیر اللہ کا نام آنے سے چیز حرام ہوجاتی ہے انکے فتویٰ کے مطابق ان پر جنت بھی حرام ہوگئی۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اُمّ سعد (سعد کی ماں) کا انتقال ہوگیا پس ان کیلئے کون سا صدقہ افضل ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانی۔ پس سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کیلئے ہے ھذہ لام سعد (سنن ابوداؤد 236/1، مسند احمد 285/5، 7/6 برقم 22826, 24346، سنن الکبریٰ بیہقی 185/4، سنن الکبریٰ للنسائی 112/4 برقم 6493 طبرانی کبیر 21/6 برقم 5283 تاریخ

دمشق لابن عساکر 248/1، سنن سعید بن منصور 124/1 طبقات الکبریٰ لابن سعد 615/3،
مصنف ابن ابی شیبہ 232/8، سنن نسائی 133/2 مشکوٰۃ صفحہ 169 مرآۃ 104/3 تیسیر الباری
22/4 (اشارہ) ہفت روزہ الاعتصام صفحہ 14 جلد 32 شمارہ 13-12,24-17 اکتوبر 1980)
معجم الاوسط 8061 ابن خزیمہ 2497 ابن ماجہ 3684 ابن حبان 3347، مستدرک حاکم
414/1 ۔ نیل الاوطار 106/6 ۔شرح الصدور صفحہ 128) اس حدیث پاک کی بعض روایات
میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اسکے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے
شاگردوں سے فرمایا تھا "فتلک سقایۃ آل سعد بالمدینۃ" (مسند احمد 285/5، 7/6)

مدینہ شریف میں سقایہ آل سعد کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت سعد نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی "سقایہ آل سعد" کے نام
سے بھی مشہور تھا حضرت حسن بصری کی اس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک کا
استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصال ثواب مولفہ منظور احمد نعمانی
دیوبندی صفحہ 18 مکتبہ الفرقان)

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنا بھی درست ہے کیونکہ حضرت سعد رضی
اللہ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ھذہ لام سعد اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی
چیز پر میت یا کسی کا بھی نام آجانے سے وہ چیز حرام نہیں ہوجاتی کیونکہ ایک برگزیدہ صحابی رضی اللہ عنہ
نے اس کنویں کو اپنی ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک اُم سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور
اگر غیر کا نام آجانے سے کوئی چیز حرام ہوجاتی تو نبی اکرم نور مجسم ﷺ بھی اسکو حرام قرار دے دیتے
ثابت ہوا کہ حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے تصدیق شدہ عمل اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی فکر
کے سامنے جو بھی فکر اسکے مخالف میں پیش کی جائے مردود ہے مردود ہے مردود ہے چاہے وہ کتنے ہی
بڑے مفسر کی ہو محدث کی ہو یا فقیہ کی (جبکہ منکرین ایسی کوئی مثال اہلسنت کے بزرگوں کی طرف
سے پیش کرنے سے قاصر ہیں) برصغیر میں نجدیت کا بیج بونے والے اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ
نے بھی صراط مستقیم صفحہ 63 پر مندرجہ بالا حدیث نقل کی ہے ایصال ثواب ثابت کرنے کیلئے مولوی

خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی لکھتے ہیں "یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مالی عبادات کا ثواب
مردوں کو پہنچتا ہے۔ اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے" (بذل المجہود 59/3) منکرین ایصال
ثواب مندرجہ بالا حوالہ جات کو بار بار پڑھیں اور اس بات کا اندازہ لگائیں کہ ان کا یہ کہنا "او جی یہ تو
بریلوی مولویوں کے کھانے پینے کے چکر ہیں" اسکی زد میں کون کون آتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انما الصدقات للفقراء والمساکین (توبہ 60)" کہ صدقات فقراء،
مساکین وغیرہ کیلئے ہیں یہاں صدقات کی فقرا و مساکین کی طرف نسبت ہو رہی ہے، حج خاص
عبادت خدا ہے قرآن پاک میں حج کی نسبت بیت اللہ خانہ کعبہ کی طرف کی گئی ہے "فمن حج
البیت" نماز عیدین نماز جمعہ، نماز جنازہ، نماز خسوف، نماز فجر، نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب، نماز
عشاء وغیرہ میں نماز کی نسبتیں غیر خدا کی طرف ہیں، روزے رمضان کے، زکوٰۃ سونے کی، زکوٰۃ
چاندی کی، زکوٰۃ مال کی، زکوٰۃ گایوں کی، زکوٰۃ بکریوں کی ان تمام عبادتوں کی نسبتیں غیر خدا کی
طرف ہیں حضور اکرم ﷺ نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا "این تحب
ان اصلی لک" "تم کہاں پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے لئے نماز پڑھوں (بخاری، کتاب الصلوۃ
حدیث نمبر 416)

اب اللہ کے محبوب ﷺ نماز کی نسبت اپنے غلام کی طرف فرما رہے ہیں جبکہ نماز تو اللہ کیلئے ہے قل
ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین (الانعام 162) تو معلوم ہوا کہ اس بات کے دو پہلو
ہیں نماز عبادت تو اللہ کیلئے ہے لیکن حضور ﷺ اپنے غلام کی خواہش پوری کرنے کیلئے کہ وہ آپ کی
جائے نماز کو مصلی بنالیں اس سے خود جگہ کے متعلق پوچھ رہے ہیں کہ نماز تیرے لئے پڑھوں بالکل
اسی طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کیلئے جو جانور یا بکرا ہو تو عبادت اللہ
کیلئے کہ اللہ کی رضا کیلئے اسکا خون بہایا جائے مگر ثواب اسکا حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ
کیلئے۔

حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا "احب الصیام الی اللہ صیام داؤد، احب الصلوۃ الی اللہ
صلوۃ داؤد" اللہ کی بارگاہ میں سب روزوں سے محبوب داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور اللہ کی

بارگاہ میں سب نمازوں سے محبوب داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ (بخاری شریف 486/1
رقم 1131-3420 باب احب الصلوٰۃ الی اللہ صلوٰۃ داؤد احب الصیام الی اللہ صیام داؤد)
کھانے پینے سے بدرجہا بہتر نماز، روزے پر غیر اللہ کا نام خود حضور ﷺ نے لے کر جائز قرار دیا
ہے۔

کتب احادیث پر غیر اللہ کا نام آتا ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، موطا
امام مالک مسند احمد، مسند امام اعظم، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ بیہقی، سنن
دار قطنی، سنن دارمی، مسند ابویعلی صحیح ابن خزیمہ صحیح ابن حبان، مسند حمیدی، مسند سراج،
مسند الرویانی، مسند ابن الجعد، منتقی ابن الجارود، سنن دارمی وغیرہ۔

عورتوں پر بھی غیر اللہ کا نام آیا ہے ینساء النبی، یا اخت ہارون وغیرہ۔

مکہ مکرمہ کے مشرک اپنے جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد کر کے چھوڑ دیتے تھے ان پر سوار ہونا،
ان کا دودھ پینا اور انہیں ذبح کر کے کھانا حرام سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے
ارشاد فرمایا "اللہ نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ اور وصیلۃ اور نہ حام مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹی
تہمت لگا رہے ہیں اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ (المائدہ 103، تفہیم القرآن للمولوی
مودودی وھابی صفحہ 509-508 جلد اول)

غور کریں جب بحیرہ سائبہ وصیلۃ اور حام جانوروں پر بتوں کا نام آنے سے یہ جانور حرام نہیں
ہوجاتے تو بکرا، مرغی یا گائے وغیرہ پر اگر کسی اللہ کے پیارے کا نام آجائے تو وہ کیسے حرام ہوسکتے
ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "آپ فرمایئے لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے حرام کیا اسے
(الانعام 50) مولوی احمد حسن دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ اپنے کلام کی تائید میں کوئی گواہ لائیں جو
آن کر یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے نام کے جانوروں کو حرام کیا ہے (احسن التفاسیر
214/2) ملا شوکانی غیر مقلد نے بھی تفسیر فتح القدیر 176/2 میں تقریباً یہی بات نقل کی ہے اللہ
نے ان جانوروں کو حرام نہیں کیا ارشاد ربانی ہے "نہیں مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ
وصیلہ اور نہ حام (المائدہ 103) مندرجہ بالا آیت میں جو لفظ "ما جعل" استعمال ہوا ہے اسکا ترجمہ

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی 852 نے "ماحرم" کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام
نہیں کیا (فتح الباری شرح صحیح بخاری 283/8) کھانے اور پانی پر بھی اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کے نام کا
اطلاق کیا ہے فرمایا "فانظر الی طعامک وشرابک" اب پھر تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ" (البقرہ 259)
حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے
باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے" متفق علیہ
بخاری 399/1 الرقم 1138، مسلم 111/2، الرقم 1390,1391، ترمذی 719/5، الرقم
3915,3916، سنن نسائی 35/2 الرقم 695، سنن الکبریٰ للنسائی 257/1، الرقم 774,695،
موطا امام مالک 463,464,198/1 مسند احمد بن حنبل 236/2، الرقم 7222۔

حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح فرما کر ارشاد فرمایا یہ میری طرف سے اور میری امت
میں سے اسکی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی (ترمذی 278/1، ابوداؤد 32/2، رقم الحدیث
2810,2436، مسند احمد 362/3، مستدرک حاکم 229/4، سنن دار قطنی 284/4، زاد المعاد
لابن قیم وھابی 313/2) اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا
اے اللہ اسکو (سیدنا مولانا) محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما (
سنن ابوداؤد 30/2، رقم 2793، صحیح مسلم برقم 5091، مسند احمد 375/3، 78/6، رقم الحدیث
15086,24996 شرح السنہ 357/4، سنن الکبریٰ بیہقی 286/9 مستدرک حاکم 94/3
سنن دار قطنی 285/4، ابن خزیمہ 2899، تاریخ ابن عساکر 14/3) مندرجہ بالا دونوں
روایات میں اللہ کے محبوب علیہ السلام نے اپنی، اپنی اولاد اور اپنی امت کی طرف سے جانور کی
نسبت فرمائی جو کہ جائز ہی جائز ثابت ہوئی مولیٰ علی رضی اللہ عنہ دو قربانیاں ایک اپنی طرف سے
اور ایک اللہ کے محبوب علیہ السلام الصلوۃ کے وصیت فرمانے پر آپ ﷺ کی طرف سے کرتے تھے
(سنن ابوداؤد 29/2، ترمذی 275/1، مشکوۃ صفحہ 128، مسند احمد 150/1، رقم
الحدیث 1286، 1279، 843، مستدرک حاکم 230/6)

فقہ حنفی کی تصریح: صاحب ہدایہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی 593 ہجری لکھتے ہیں

انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے نماز یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ جو عمل ہو" اہلسنت و جماعت کے نزدیک صحیح عمل ہے اسکے حاشیہ میں لکھا ہے معتزلہ (گمراہ فرقہ) نے تمام قسم کی عبادات کا ثواب مردوں کو پہنچنے کی مخالفت کی ہے دلیل کے طور پر حدیث پاک پیش کی ہے "نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو مینڈھے سیاہ آنکھوں والے قربانی کئے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے" (ہدایہ 296/1)

جو لوگ ایصال ثواب کا انکار کرتے ہیں وہ یقیناً معتزلہ (گمراہ فرقہ) کے طریقہ پر ہیں۔ مندرجہ بالا براہین قاطعہ دلائل قاہرہ سے ثابت ہوا کہ وما اھل بہ لغیر اللہ کا وہی ترجمہ درست ہے کہ حرام ہے وہ جانور جو غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیا جائے (کنز الایمان) اگر وہ ترجمہ جو نام نہاد مترجمین نے کیا ہے کہ ہر وہ چیز جس پر خدا کے سوا کسی کا نام لے لیا جائے وہ حرام ہے تو پھر عقل و نقل کے بالکل خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا 172 امور جو کہ قرآن و سنت اور تعامل صحابہ علیہم الرضوان سے ثابت ہیں انکو نعوذ باللہ حرام ماننا پڑھے گا جو کہ دین کی تعلیمات کو مسخ کرنے کے مترادف ہے جو عقل و دانش کے یکسر خلاف اور دین کے ساتھ بدترین مذاق ہے۔

اکفنا شر المضلین یا کافی وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد الشافی والہ حماہ الدین الصافی امین والحمد للہ رب العلمین۔

رسول اللہ ﷺ کو بڑا بھائی اور اپنے جیسا بشر کہنے والوں کیلئے لمحہ فکریہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب

ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

اَنَا اَکْبَرُ اَوْ اَنْتَ؟......

"میں عمر میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو"۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اَنْتَ اَکْبَرُ وَاَکْرَمُ وَاَنَا اَسَنُّ مِنْکَ۔

"آپ مجھ سے بڑے ہیں (مرتبے کے اعتبار سے) اور مجھ سے زیادہ معزز ہیں، ہاں سن رسیدہ میں آپ سے زیادہ ہوں"۔ (کنز العمال)

پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ اقدس میں وہابیہ کے نام نہاد شیخ الاسلام کی سنگین گستاخی

علامہ ابو الحسن محمد خرم رضا قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) اور دیو بندی حضرات کی متفقہ شخصیت جو کہ جمہور اہل اسلام یعنی اہل سنت و جماعت کی نظر میں متنازع ترین شخصیت کی حیثیت رکھتی ہے یعنی محمد بن عبدالوہاب تیمیمی نجدی کی مشہور کتاب اصول الثلاثة وادلتها (دین کے تین اہم اصول) کے مطالعہ کے دوران جس سنگین گستاخی کو فقیر نے دریافت کیا آپ بھی اس گستاخی کو پڑھ کر نجدی فکر کا اندازہ کریں کہ جو حضور اکرم، نور مجسم، فخر بنی آدم ﷺ کے بارے میں اتنا گستاخانہ عقیدہ رکھتے ہیں وہ ان کی امت مرحومہ پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہوئے کسی قسم کا تردّد کیوں کریں گے جب کہ حضور اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا:

"وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا"۔ (بخاری الجنائز ۱۳۴۴ مناقب ۳۵۹۶، مغازی ۴۰۴۲، رقاق ۴۰۸۵، حوض ۶۴۲۶، ۶۵۹۰، مسلم (۲۲۹۶) الرقم المسلسل ۵۸۶۴، سنن ابوداؤد (۳۲۲۳) سنن نسائی ۱۹۵۴، شرح مشکل الآثار ۴۹۰۸، صحیح ابن حبان ۳۱۹۸، المعجم الکبیر ۱۷/ ۶۷، سنن الکبریٰ للبیہقی ۴/ ۱۴، شرح السنۃ ۳۸۲۳، الاحاد والمثانی ۲۵۸۳، مسند ابو یعلیٰ ۱۷۴۸، البعث والنشور صفحہ ۱۶۷، مسند احمد ۴/ ۱۴۹، ۱۷۳۴۴، مسند طحاوی ۵۵۸۰، جامع المسانید لابن جوزی ۵۳۷۹)۔

"اور بیشک اللہ کی قسم مجھے اس چیز کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ اس چیز کا خوف ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے"۔

مزید آپ نے خبر غیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی تو اسے اللہ جدھر چاہے گا بھکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کردے گا اور اس پر شرک کے طعنے مارے گا۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ شرک کا زیادہ حقدار کون ہوگا جس پر شرک کی تہمت لگائی جائے گی یا شرک کی تہمت لگانے والا تو آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۸۱۔ تفسیر ابن کثیر، جلد ۱، ص ۵۴۴۔ ابن ابی عاصم فی السنۃ ۱/۲۴ رقم ۴۳۔ مسند بزار ۷/۲۲۰ رقم ۲۷۹۳، التاریخ الکبیر للبخاری ۴/۳۰۱ رقم ۲۹۰۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۲۰/۸۸ رقم ۱۶۹، مسند الشامیین ۲/۲۵۴ رقم ۱۲۹۱۔ مجمع الزوائد ۱/۱۸۸، شرح مشکل الآثار للطحاوی ۲/۳۲۴، جامع المسانید والسنن ۱۸۴۲، السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی وھابی ۳۲۰۱۔ کنز العمال رقم ۸۹۸۵، ضیائے حدیث نومبر ۲۰۰۹، ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ، ص ۷، کشف الاستار عن زوائد البزار للہیثمی ۱/۹۹، برقم ۱۷۵، جامع الاحادیث الکبیر للسیوطی ۳/۱۲۱، برقم ۸۱۳۲۔ کتاب المعرفۃ والتاریخ للفسوی ۲/۳۵۸۔

وثیابک فطھر۔ (المدثر:۴)

اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں۔

۱) اصول الثلاثۃ وادلتھا، ص ۳۲، مطبوعہ دار ابن حزم ۔۲۰۰۱
۲) اصول الثلاثۃ وادلتھا، ص ۲۳، مکتبہ دار طیبہ ۲۰۰۷
۳) اصول الثلاثۃ وادلتھا، ص ۴۹، مکتبۃ الھدی المحمدی القاھرہ ۲۰۰۷
۴) اصول الثلاثۃ وادلتھا، ۸، ۷، مکتبہ دار الفتح الشارقۃ
۵) اصول الثلاثۃ وادلتھا، ۱۲۶، مکتبہ دار الصحابۃ الامارات ۲۰۰۹
۶) اصول الثلاثۃ وادلتھا، مترجم صفحہ ۳۸، وزارت اوقاف حکومت سعودی عرب ۱۴۲۱ھ۔
۷) تیسیر الوصول شرح ثلاثۃ اصول للدکتور عبدالمحسن بن محمد قاسم امام وخطیب مسجد نبوی، ص ۱۷۲، مطبوعہ ریاض ۱۴۲۹
۸) دین کے تین اہم اصول، ص ۲۴، مترجم محمد منیر سیالکوٹی مطبوعہ وزارت اوقاف حکومت سعودی

عرب، ریاض ۱۴۲۱ھ۔ ۱۹۹۱ء

مندرجہ بالا چھ عدد نسخہ جات میں "طھر اعمالک عن الشرک" کے الفاظ موجود ہیں جب کہ ۲ عدد نسخہ جات جو کہ وزارت اوقاف سعودی عرب کے مطبوعہ ہیں ان میں "اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں" کے سنگین الفاظ موجود ہیں جب کہ دار الثریا ۲۰۰۵ محمد بن صالح العثیمین کی شرح اور وزارت اوقاف کے مترجم دیگر نسخے بھی موجود ہیں۔ یہ ہے نام نہاد جہادی امیر حمزہ وہابی کے شیخ الاسلام؟ غیر مقلدین وہابی نجدی حضرات جس کو شیخ الاسلام کہتے نہیں تھکتے وہ حضور اکرم نور مجسم سید الموحدین امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی شان میں کس قدر سنگین ترین گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے جو پاک طیب و طاہر مطاہر ہستی مومنین کو پاک کرنے والے یزکیھم کی شان والے ہیں ان کو اگر یہ کہا جاتا کہ اپنے اعمال کو شرک سے پاک رکھیں تو بھی سخت بے ادبی تھی مگر یہ لکھنا کہ اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں کا مطلب تو نعوذ باللہ یہ نکلتا ہے کہ آپ کے اعمال میں شرک پایا جاتا ہے نعوذ باللہ تو اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اللہ کے محبوب ﷺ تمام معصوموں کے سردار ہیں انبیاء کرام علیہم السلام بالاتفاق معصوم ہوتے ہیں اور سید المعصومین ﷺ تو پوری کائنات میں بالاتفاق توحید کے سب سے بڑے عارف ہیں ان کو اس طرح کے الفاظ کہنا یہ وہابی مذہب کے امام کی سخت جرأت ہے۔ حال ہی میں غیر مسلموں کی بے ادبی و گستاخی کے واقعات منظر عام پر آئے تو اس کی وجہ بھی نام نہاد مسلمانوں کی حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہیں جو کہ غیر مسلموں کو یہ جرأت دیتی ہیں کہ وہ ڈنمارک اور دیگر غیر مسلم ممالک اور کمپیوٹر (Face Book) پر سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کریں۔ یہ توحید کی آڑ میں سخت توہین ہے۔ یہ توحید نہیں بلکہ سراسر توہین ہے۔

یہ عبارت مسلمانوں کی صفوں میں چھپی ہوئی کالی بھیڑوں کی نشاندہی کرتی ہے جو کلمہ کی آڑ میں سید العالمین ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ غیر مسلموں کی حالیہ گستاخیوں کے رد عمل میں پاکستان میں جس جماعت نے "حرمت رسول پہ جان بھی قربان ہے" کا نعرہ بلند کیا وہ بھی فکری طور پر محمد بن عبدالوہاب نجدی کو اپنا امام مانتی ہے یوں اس کے اس نعرہ کا پول بھی کھل گیا کہ یہ لوگ صرف نعروں کی حد تک حرمت رسول ﷺ پر قربان ہیں ورنہ کم از کم گستاخ ابن عبدالوہاب نجدی اور دیگر گستاخوں کو ہی حرمت رسول ﷺ پر قربان کرتے۔ مولوی صلاح الدین یوسف جس کا تفسیری حاشیہ

سعودی حکومت مفت چھاپ کر تقسیم کر رہی ہے۔ یادرہے وہابیوں کے نزدیک نبی علیہ السلام کی تعریف بشر کی سی کرنی چاہئے اور اس میں بھی تخفیف کرنی چاہئے اسی صلاح الدین یوسف نے اپنے تفسیری حاشیہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے ''قرون اولیٰ کے بہت بعد ایک مرتبہ پھر عرب میں شرک کے یہ مظاہر عام ہوگئے تھے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجدد الدعوۃ شیخ محمد بن عبدالوہاب کو توفیق دی انہوں نے درعیہ کے حاکم کو اپنے ساتھ ملا کر قوت کے ذریعے سے ان مظاہر شرک کا خاتمہ فرمایا (احسن البیان، ص ۱۴۹۴، مطبوعہ شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ ۱۴۲۱)۔ جب کہ اس کے برخلاف اللہ کے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''بیشک شیطان اس سے مایوس ہوگیا کہ جزیرۃ العرب میں اس کی عبادت کی جائے'' (مسند احمد، رقم ۱۷۲۷۰، ۴/۱۲۶) (اسی مفہوم کی روایت صحیح مسلم ۲/۳۷۶، جامع ترمذی ۲/۱۶، مسند احمد ۳/۳۵۴ پر بھی موجود ہے)۔ برصغیر کے غیر مقلدین نے نام نہاد شیخ الاسلام کے نام پر ریال بٹورنے کے لئے مختلف کتب لکھی ہیں مثلاً ''مسعود عالم ندوی'' کی ''محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح'' مزید اس ریال خوری میں مندرجہ ذیل نجدی فکر کے عربی علماء بھی پیش پیش ہیں مثلاً ڈاکٹر محمد بن سعد کی کتاب ''تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں'' اور چند سال قبل پاکستانی وہابیوں نے نجدیوں سے ریال بٹورنے اور دیوبندیوں سے ریالوں کا جھگڑا سلجھانے کے لئے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''دعوۃ الامام محمد بن عبدالوهاب بين مويدها ومعارضيها في شبه القارة الهنديه'' مطبوعہ دارالسلام، مصنف ابوالمکرم بن عبدالجلیل۔ احمد عبدالغفور عطار نے بھی ایک کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے نام سے لکھی ہے جس کو پاکستان میں سعودی حکومت نے اپنے خرچہ پر چھپوا کر مفت تقسیم کیا ہے۔ نیز دیوبندی عالم منظور احمد نعمانی نے بھی ''شیخ محمد بن عبدالوہاب کے خلاف پروپیگنڈہ اور علمائے حق پر اس کے اثرات'' لکھی ہے۔ وزارت اوقاف سعودی عرب نے صرف اس کتاب اصول الثلاثہ کو چھاپ کر مفت ہی تقسیم نہیں کیا بلکہ وہابی مذہب میں کتاب اصول الثلاثہ کی کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ عطیہ محمد سالم وہابی کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتا ہے۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے حالات رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''شیخ (بن باز) نے مفتی محمد آل شیخ سے ایک مخصوص طریقہ سے تعلیم حاصل کی اور وہ طریقہ تھا تدریج کا اور اہم مضمون کو پہلے شروع کرنے کا چنانچہ سب سے پہلے عقیدے کی تعلیم حاصل کی اور اس کا آغاز کتاب ''اصول الثلاثہ'' سے کیا۔ اس کے بعد علی الترتیب کشف

الشبہات، کتاب التوحید اور العقیدۃ الواسطیہ پڑھی'' (امام محمد بن عبدالوہاب، دعوۃ وسیرت، صفحہ ۱۱، المفتی اعظم سعودی عرب بن باز، مطبوعہ وزارت اسلامی امور اوقاف ودعوۃ وارشاد مملکت سعودی عرب ۱۴۱۸ھ)

جمہور اہل اسلام اہل سنت و جماعت پر شرک کا فتویٰ لگاتے لگاتے وہابی اس حد تک جا پہنچے ہیں کہ سید المعصومین ﷺ کی بارگاہ اقدس واطہر وانور میں یوں سخت گستاخی کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد کائنات میں ہم پر سب سے زیادہ احسانات جس مبارک ذات کے ہیں ان سے محبت کے بجائے گستاخی یہ ظلم کی انتہا ہے

ظالمو محبوب (ﷺ) کا تھا حق یہی
احسان کے بدلے عداوت کیجئے
وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سربسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

میرا غیر مقلدین کو مشورہ ہے کہ وہ اپنے چوٹی کے امام سید ابوبکر غزنوی سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی بات پر ہی عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں وہ کہتے تھے ''توحید سراسر ادب ہے شریعت سراسر ادب ہے'' موحد ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی بے مہار ہو جائے، رسیاں تڑا بیٹھے، بے ادب اور گستاخ ہو جائے، اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے۔ محسنوں کا گریبان پھاڑے اور سمجھے کہ توحید کے تقاضے پورے کر رہا ہوں، (ادب پہلا قرینہ ہے، صفحہ ۹) مزید لکھتے ہیں ''قرآن مجید کے تیس پاروں میں کسی ہستی کا ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی اس قدر شدت اور شرح وبسط سے تلقین نہیں کی گئی جس قدر حضور اقدس ﷺ کا ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یعنی تمہاری نمازوں اور روزوں کو لے کے میں کیا کروں اور تمہاری عبادت اور ریاضت سے مجھے کیا حاصل اگر میرے محبوب کی بارگاہ میں بات کرنے کا سلیقہ تمہیں نہیں ہے۔ (ادب پہلا قرینہ ہے، صفحہ ۳۱-۳۲، مطبوعہ فاران اکیڈمی، اردو بازار لاہور)، جنوری 1995ء

حافظ عبدالستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں (منکرین حدیث) کا عقیدہ ہے کہ اطاعت صرف کتاب اللہ کی واجب ہے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت منصب رسالت کے لحاظ سے کوئی ضروری نہیں ہے اس کا فریضہ صرف تبلیغ قرآن سے ادا ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہوتا ہے اس عقیدہ کی بنیاد در حقیقت مقام نبوت اور حقوق نبوت سے تمام تر جہالت اور ناواقفیت ہے

(مختصر بخاری، ص ۵۱، مطبوعہ دار السلام، فروری ۲۰۰۱ء)

ہم اہل سنت و جماعت کو یہی گلہ ان غیر مقلدین سے ہے کہ ظاہری طور پر اطاعت رسول ﷺ کا نام لے کر حضور اکرم نور مجسم ﷺ کو عام انسانوں کی طرح سمجھا جاتا ہے اور مقام نبوت ﷺ اور حقوق نبوت ﷺ سے تمام تر جہالت اور ناواقفیت کا ثبوت ابن عبدالوہاب کی مندرجہ بالا گستاخی سے عیاں ہے۔ غیر مقلدین کے مشہور امام ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: ''جماعت اہل حدیث کے گستاخ ہیرو جو اپنے مسلک کے مخالف علماء کو کوسنے میں خوب مشاق ہیں'' پھر لکھتے ہیں ''جن کی قرآن خوانی بھی درست نہیں''۔ انہی غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور مجتہد العصر کے بارے میں لکھتے ہیں ''بنارس کے ایک اہل حدیث نما مخفی ملحد مولوی صاحب نے اپنا نام ظاہر کئے بغیر بوساطت و وطلباء ایک اعتراضی طویل مضمون بذریعہ دفتر اہل حدیث بھیجا۔ ان مولوی صاحب نے مرزائیوں (قادیانیوں) نیچریوں اور چکڑالویوں (نام کے اہل قرآن) کے بھی کان کاٹ دیئے''۔ (سیرت المصطفیٰ ﷺ، ص ۶۹، ۱۰۵، ۱۰۶ مطبوعہ مکتبہ اہل حدیث سیالکوٹ جون ۱۹۷۳ء)

علماء اہل حدیث جس شخص کو دفاع صحیح بخاری کے ٹائٹل پر شیخ الاسلام لکھتے ہیں ان کی خوبیوں اور کمالات کا اندازہ آپ غیر مقلدین کے امام العصر ابراہیم میر سیالکوٹی کی زبانی سن چکے ہیں۔ غیر مسلموں کو بے ادبی اور گستاخی کی جرأت ان نام نہاد توحید پرستوں نے ہی دی ہے ملاحظہ کیجئے غیر مقلدین کے بین الاقوامی اشاعتی ادارہ دار السلام نے ایک کتاب شرح الصدور بتحریم رفع القبور کے نام سے چھاپی ہے جس میں ص ۳۵ پر لکھا ہے ''فالقبر المعظم المقدس وثن و صنم بکل معانی الوثنية لو کان الناس یعقلون'' ''پس قبر معظم و مقدس وثن (بت) صنم (بت) ہے۔ وثنیت کے ہر معانی کے اعتبار سے اگرچہ لوگ اس کو نہیں سمجھتے''۔ یاد رہے کائنات کا پہلا جرم تعظیم نبی ﷺ سے انکار۔ بے ادبی گستاخی اور بغض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ارباب اقتدار سے ہمارا مطالبہ ہے کہ جس طرح تقویۃ الایمان، صراط مستقیم پر حکومت ماضی قریب میں پابندی لگا چکی ہے اصول الثلاثۃ وادلتھا (دین کے تین اہم اصول) اور اس قسم کی دیگر کتب جن میں بے ادبی اور گستاخی موجود ہے پر بھی پابندی لگا کر دینی غیرت کا ثبوت دے تا کہ فرقہ واریت کا سد باب ہو اور امن عامہ قائم رکھنے میں مدد ملے۔

قسط دوم

دیوبندیوں وہابیوں کے عقیدۂ ختم نبوت کے ڈھول کا پول

ڈاکٹر محمد عمر فاروق (ڈیرہ غازی خان)

یہی موصوف مزید کہتے ہیں:

''مولوی محمد قاسم صاحب ؒ نے حصر کو عوام کا خیال بتایا ہے اور وہ نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ کسی صحابی سے نہ کسی تابعی سے لہٰذا توہین نہیں توہین جب ہوتی کہ کہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے حصر کیا ہوتا بلکہ آپ کو یاد ہوگا میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ خود آنحضرت ﷺ نے حصر کیا ہی نہیں دوسروں کے لیے بھی حصر کی گنجائش نہیں چھوڑی اس لیے خود فرمایا۔ ''لکل آیة منها ظهر و بطن۔'' (بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ صفحہ ۷۷)

منقولہ ہر دو عبارات آپ کے سامنے ہیں صفحہ ۷۴ کی عبارت میں ہے خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مراد لینا اور اسی پر حصر کرنا رسول اللہ ﷺ سے کہیں منقول نہیں حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے تا قیامت کسی کے لیے یہ گنجائش ہی نہ چھوڑی کہ مسئلہ ختم نبوت پر حصر کا دعویٰ کر سکے اور اسی موقف پر نعمانی صاحب اللہ جل شانہ کی حمد کر رہا ہے۔ (فتوحات نعمانیہ صفحہ 77) پر دوسری عبارت میں موصوف نے یہ دعویٰ کیا کہ خاتم بمعنی آخر مراد لینا صرف عوامی خیال ہے۔ ورنہ اس پر حصر کرنا نہ تو رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس سے منقول ہے نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے اور نہ ہی کسی تابعی رحمہم اللہ سے جہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی دوسرے کے لیے گنجائش ہی نہیں چھوڑی کہ وہ خاتم یعنی آخر پر حصر کر سکے۔ مولوی حماد و فیاض و گھمن صاحبان کے امام سرفراز صفدر گکھڑوی بمعہ مصدقین اکابرین دیوبند کا موقف یہ ہے کہ جو عقیدہ یا عمل قرون ثلاثہ سے ثابت نہ تھا اور وہ عقیدہ بعد کی پیداوار ہے لہٰذا یہی بدعت ہے اور بالخصوص کہ جب کسی عقیدے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے گنجائش ہی نہ چھوڑی ہو تو اس کے بدعت سیئہ فی العقائد ہونے میں کون سی بات مانع رہ جاتی

ہے۔اس طرح گکھڑوی نے راہ سنت میں خیر القرون سے مراد ہی شخصیات لی ہیں یعنی خود رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین عظام ہیں۔لہٰذا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مراد لے کر حصر کا قول کرتا ہے وہ بدعتی ہے۔عالم نہیں بلکہ عوامی قسم کا عام آدمی ہے۔اسے اتنا بھی علم نہیں کہ جس عقیدہ کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین عظام کا بھی عقیدہ نہ تھا بلکہ خیر القرون کے بعد کی اختراع ہے اور بالخصوص کہ جب ایک شخص خاتم بمعنی آخر کو مقام حصر سمجھتا ہے جو کہ نعمانی صاحب کے نزدیک رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین عظام رحمہم اللہ سے ثابت ہی نہیں حتیٰ کہ اس عقیدہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی گنجائش تک بھی نہ چھوڑی تھی پھر بھی وہ شخص ایسے عقیدے کو وہ شخص نہ صرف ضروری بلکہ عقائد قطعیہ سے مانتا ہے اور اس کے منکر کی تکفیر تک کرتا ہے تو کیا ایسا شخص خود مسلمان ہے؟ اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ کیجیے۔

بدر عالم میرٹھی لکھتا ہے:

واللہ ثم باللہ جس کو خدا تعالیٰ نے آخری نبی کہا ہے وہی آخری نبی ہے۔

(بلفظہٖ مسک الختام فی ختم النبوۃ خیر الانام صفحہ ۱۲۳)

اندازہ کیجیے کہ قاسم نانوتوی ومنظور نعمانی نے جس حصر کو عوامی خیال بتایا اور رسول اللہ ﷺ سے نہ صرف غیر ثابت بلکہ اس عقیدہ کے لیے کوئی گنجائش تک نہ چھوڑی صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین عظام رحمہم اللہ تک جس عقیدہ کو بے اصل بتایا اور گکھڑوی نے ایسے شخص کو بدعتی کا تمغہ پہنایا ایسے شخص کی نماز روزہ کسی کام نہ آیا اسی عقیدہ پر بدر عالم میرٹھی اتنا حصر ثابت کر رہا ہے کہ قسمیں اٹھا رہا ہے اور پھر اپنی بات بھی نہیں بلکہ قسم اٹھا کر یہ لکھ رہا ہے کہ خود خداوند قدوس جل وعلا نے خاتم بمعنی آخر النبیین فرمایا ہے۔دوسری طرف منظور نعمانی کا کہنا ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسے عقیدہ کی کوئی گنجائش ہی نہ چھوڑی گویا جو عقیدہ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے تجویز فرماتا ہے اعاذنا اللہ من ہذہ الھفوات نبی اس کو اتنا محو کرتا ہے کہ اس کی گنجائش تک نہ رہے۔یہ ہیں عقائد مقام سنت سے کوسوں دور راہ گیران راہ سنت ۱۹۳۵ء میں بہاولپور کی عدالت میں قادیانیوں سے مناظرہ ہوا جس میں دیوبندی حضرات نے یہ موقف اختیار کیا۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین بمعنی تمام نبیوں کا آخری ہونا ضروریات دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔(ملاحظہ ہو بلفظہٖ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ۳/۱۵۳۹)

سردست ہمارا سوال یہ ہے کہ جب بقول منظور نعمانی حصر ثابت ہی نہیں حتیٰ کہ اس حصر کا قول نہ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کیا نہ ہی تابعین عظام نے حصر کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حصر کی کسی کے لیے گنجائش ہی نہیں چھوڑی تو پھر خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ضروریات دین سے کیسے ہو گیا اور اس کا منکر کافر کس دلیل کی بنا پر ہو گیا؟ اس مقدمہ بہاولپور میں یہ بیان بھی دیا گیا کہ حضرت نبی علیہ السلام کو قرآن نے آخری نبی قرار دیا ہے اور جو شخص اس قرآنی حکم کو نہ مانے اور اس کا انکار کرے وہ قرآن کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔"

(بلفظہٖ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ۱/۲۹۵)

ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ چند حوالہ جات نقل کیے ہیں جبکہ ہماری مستقل تصنیف شرح حسام الحرمین میں اس قسم کے حوالہ جات کی ان شاء اللہ العزیز بھرمار ہوگی ہمارا سوال صرف اتنا ہے کہ کیا واقعی آیت خاتم النبیین میں خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین کے حصر کی کوئی دلیل نہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین عظام سے واقعی حصر منقول نہیں؟ کیا واقعی رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک حصر کرنے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی؟ کیا واقعی حصر مراد لینے والا پکا بدعتی ہے؟ کیا بدر عالم میرٹھی کا حوالہ خلاف سنت ہے؟ اور جب واقعی آیت مبارکہ میں حصر نہیں ہو سکتا تو پھر منکر پر کفر کے فتویٰ کا جواز کیا ہے؟

یہی منظور نعمانی مزید کہتا ہے:

"آنحضرت ﷺ اور کسی صحابی سے حصر ثابت نہیں بلکہ علماء راسخین میں سے بھی کسی نے حصر کی تصریح نہیں فرمائی اور کیونکر کوئی حصر کی جرأت کر سکتا ہے جبکہ آنحضرت ﷺ آیات قرآنی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں **لکل آیات منها ظهر و بطن ولكل حد مطلع.**"

(بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ صفحہ ۳۳۶-۳۳۷)

یہی نعمانی موصوف مزید کہتا ہے:

"اگر علماء سلف میں سے کسی کے کلام میں حصر کا لفظ پایا بھی جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں ہے۔جس کو مولانا نانوتوی مرحوم عوام کا خیال بتلاتے ہیں بلکہ اس سے مراد حصر اضافی بالنظر الی تاویلات الملاحدۃ ہے بہرحال جو شخص صاحب تحذیر پر بہتان رکھتا ہے کہ انھوں نے معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ تفسیر کو خیال عوام بتلا دیا وہ آنحضرت ﷺ یا کسی صحابی سے ایک ہی روایت حصر کی ثابت کر دے۔" (بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ صفحہ ۳۳۷)

منظور نعمانی مزید کہتا ہے:

''ہاں البتہ وہ اس حصر کے قائل نہیں ہیں کہ حضور کے لیے لفظ خاتم النبیین سے بس یہی ایک قسم کی خاتمیت زمانی ثابت ہوتی ہے اور اسی حصر کو انھوں نے عوام کا خیال لکھا ہے اور مدلول و مفہوم خاتم النبیین کا صرف ختم زمانی ہی میں حصر کرنا ہرگز ضروریاتِ دین سے نہیں کہ اس کے انکار سے کفر لازم آئے۔'' (بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ صفحہ ۴۵۷)

نعمانی مزید کہتا ہے:

''صفحہ ۲۹ کی عبارت یہ نتیجہ نکالنا کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ و تابعین بھی حصر سمجھتے تھے انتہائی نافہمی ہے۔'' (بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ)

نعمانی مزید لکھتا ہے:

''ایک عوام جن کے متعلق لکھا ہے کہ یہ لوگ معنی خاتم النبیین کو خاتمیت زمانی ہی میں حصر کرتے ہیں۔'' (بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ صفحہ ۴۷)

یہی موصوف مزید کہتا ہے۔

''قرآن مجید اور احادیث کریمہ اور اقوال صحابہ و تابعین و ارشادات علماء راسخین میں کہیں مذکور نہیں کہ حضور کی خاتمیت صرف ختم زمانی میں منحصر ہے۔''

(بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ صفحہ ۵۳۸)

موصوف مزید کہتا ہے:

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ کسی ایک معتبر دینی کتاب میں بھی یہ نہیں دکھلا سکتے کہ مفہوم خاتم النبیین کا ختم زمانی میں صرف ضروریات دین میں سے ہے۔

(بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ صفحہ ۵۶۵)

یہ چند عبارات آپ کے سامنے ہیں جن میں منظور نعمانی کا بڑے طمطراق سے دعویٰ ہے کہ آیت مبارکہ میں خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی لینا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ صحابہ سے نہ تابعین سے حتیٰ کہ نہ ہی علماء راسخین سے بلکہ اس کے خلاف حدیث موجود ہے جس سے تاقیامت یہ دعویٰ ثابت نہیں کیا جاسکتا بہرحال آخر میں ہمارے محض چند سوالات ہیں کہ کیا واقعی خاتم النبیین بھی آخر النبیین میں حصر کرنے والا خلاف قرآن و حدیث و صحابہ و تابعین اور کٹر بدعتی ہے یا نہیں؟

اگر اس آیت مبارکہ میں حصر نہیں تو پھر اس کے منکر کو کافر کیوں اور کس دلیل کی بنا پر کہا

جاتا ہے۔ (۳) اگر آیت مبارکہ میں حصر ہے تو پھر اس حصر کے منکر پر شرعی فتویٰ کیا ہے؟ (۴) کیا منظور نعمانی غلام احمد قادیانی کا بازو سے راست و وکیل اعظم نہیں؟ اگلی قسط میں ہم انشاء اللہ اسی منظور نعمانی کے دیگر عقائد پر گفتگو کریں گے۔ یہاں تک یہ تو معلوم ہو گیا کہ ان کے اکابرین کے ختم نبوت کے خلاف کیسے کیسے عقائد تھے بالآخر ہوئے جو بچارے راہ گیر مقام ان لوگوں کے نصیب میں ہی کہاں واضح رہے کہ مدرسہ دیوبند کے قیام سے لے کر آج تک یہ لوگ مقام سنت سے کہیں دور بھٹکے پھر رہے ہیں یہ راہ گیر مسافر کیا جانیں کہ مقام سنت کیا ہوتا ہے؟ سرفراز صفدر گکھڑوی بھی مرتے دم تک راہِ سنت کے نقارے بجاتا رہا مقام سنت تک ان کی رسائی ہی کہاں انہی راہ گیر مسافروں کے ایک منظور نعمانی کے ایک عقیدہ انکار ختم نبوت کی محض ایک جھلک آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں آئندہ انشاء اللہ مزید ان راہ گیروں کی خانہ تلاشی ہوگی۔ سردست منظور نعمانی کا یہ اقتباس ضرور ملحوظ خاطر رہے کہ ''مدلول و مفہوم خاتم النبیین کا صرف ختم زمانی ہی میں حصر کرنا ہرگز ضروریاتِ دین سے نہیں کہ اس کے انکار سے کفر لازم آئے۔'' (بلفظہٖ فتوحات نعمانیہ صفحہ ۴۵۷)

(جاری ہے)

اولیاء اللہ اپنی قبور سے بھی مدد کرتے ہیں

مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی کا اقرار

''چار اولیاء ہیں جو اپنے مزارات میں زندہ بزرگوں کی طرح روحانی تصرفات میں مشغول رہتے ہیں اور مخلوق خدا کی اصلاح و ہدایت کی طرف متوجہ رہتے ہیں ایک حضرت معروف کرخی، دوسرے شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی تیسرے شیخ عقیل بلخی چوتھے شیخ حراتی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ پس کیا عجب کہ اس رسالے کا ملاحظہ و مطالعہ اور اس پر عملی جدوجہد حضرت غوث اعظم کے روحانی فیض و تربیت اور باطنی جذب و کشش کا ذریعہ بن جائے اور زندگی راہ راست پر آجائے''۔ (غوث اعظم، صفحہ ۷، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

اہل سنت و جماعت پر شرک کے فتوے لگانے والے دیوبندی بتائیں کہ مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی مشرک ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

دوسری اور آخری قسط

سبز عمامہ کا جواز اور دیوبندی کذاب

﴿ترجمان مسلک اہلسنت ابوحذیفہ مولانا کاشف اقبال مدنی﴾

سبز عمامہ کادیوبندی اکابر سے ثبوت

قارئین کرام ہم بحمد اللہ تعالیٰ سبز عمامہ کا حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثبوت پیش کر دیا ہے۔ اب ہم اتمام حجت کے واسطے خود دیوبندی اکابر کی عبارات سے سبز عمامہ کا اثبات نقل کریں گے۔ ان میں سے بعض دیوبندی اکابر کی عبارات گزشتہ اوراق میں نقل کی جا چکی ہیں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

دیوبندی اکابر کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کے حصول کا طریقہ یوں بیان کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے، اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے۔ اور الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام علیك یانبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے۔ اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے...... ان شاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔

(ضیاء القلوب مشمولہ کلیات امدادیہ صفحہ ۶۱ طبع کراچی)

اس سے دو چیزیں واضح ہوئیں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ کا سبز عمامہ باندھنا حق ہے۔

(۲) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بناوٹی درود نہیں ہے بلکہ اس کے ورد سے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

مدرسہ دیوبند میں سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی ترجمان ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم دیوبند نمبر میں مرقوم ہے کہ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء سے انتظامیہ نے دستار بندی اور عطائے سند کا سلسلہ شروع کر دیا دارالعلوم کے سرپرست فارغ التحصیل طلبہ کے سر پر اپنے ہاتھ سے سبز دستار باندھتے اور سند عطا فرماتے تھے۔

(ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ ۵۵۱)

انور شاہ کشمیری کا سبز عمامہ باندھنا

دیوبندی محدث العصر انور شاہ کشمیری کے متعلق ان کی سوانح میں مرقوم ہے کہ اس حسین اور پرکشش جسم پر جب موسم سرما آتا سبز عمامہ زیب سر اور سبز قبا زیب بدن کرتے تو ایک فرشتہ انسانوں کی اس دنیا میں چلتا پھرتا نظر آتا۔ (حیات کشمیری (نقش دوام) صفحہ ۷۵)

مہتمم مدرسہ دیوبند کا سبز عمامہ باندھنا

دیوبندی ابن الحسن عباسی رقم طراز ہیں کہ

”میں اٹھنے ہی والا تھا کہ ایک سبز رنگ کا پٹکا باندھے آئے اور اسلام کر کے بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا آپ کی تعریف؟ بولے کہ میں مہتمم ہوں اور تین بڑے بڑے رجسٹر میرے سامنے رکھ دیئے اور بتلایا کہ یہ سال بھر کے آمد و صرف کا حساب“۔

(دینی مدارس صفحہ ۸۵)

یہ عبارت تاریخ دارالعلوم دیوبند از مولوی محبوب اور ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر میں بھی موجود ہے صرف فرق یہ ہے کہ ان میں ابتداء کی جملہ سبز پٹکا کی جگہ یوں ہے ”ایک صاحب سبزہ رنگ آئے“۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد صفحہ ۱۸۰، ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۱۹۵)

خلیل احمد انبیٹھوی کا سبز عمامہ باندھنا

دیوبندی محدث خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق دیوبندی محقق ومورخ عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ

"عمامہ حضرت متوسط طول کا باندھتے تھے مگر نہایت خوبصورت شملہ دو سوا دو بالشت پیچھے چھوڑتے اور اکثر مشروع بھاگلپوری کا سبز یا کاہی ہوتا تھا ہمیشہ آپ کھڑے ہو کر عمامہ باندھتے"۔ (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۳۶۲ طبع کراچی)

حسین احمد مدنی کی سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی مذہب کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی خود اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ مجھ کو ایک عمامہ سبز حسب اصول مدرسہ (دیوبند) از دست حضرت شیخ الہند بندھوایا گیا۔

(نقش حیات جلد ۱ صفحہ ۷۴ طبع کراچی)

دیوبندی سوانح نگار فرید الوحیدی اپنے دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کے حلیہ میں رقم طراز ہیں کہ "سر پر سبز رنگ کا عربی انداز کا اُونی رومال جسم پر کتھئی رنگ کا عربی مصلح (عباء)۔ (شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ایک تاریخی وسوانحی مطالعہ صفحہ ۹۵۔)

عبدالستار تونسوی کی سبز عمامہ سے دستار بندی

مولانا محمد حسین صاحب نے مناظر اعظم تنظیم اہل سنت علامہ (عبدالستار) تونسوی کے سر پر سبز رنگ کی دستار بندھوائی۔ (بے نظیر ولاجواب مناظرہ صفحہ ۲۲۰)

سلیم اللہ خان

دیوبندی شیخ الحدیث سلیم اللہ خان لکھتے ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ کو سبز رنگ سب سے زیادہ پسند تھا لہٰذا سبز رنگ کی پگڑی کو دوسرے رنگوں پر ترجیح دیئے بغیر اگر کوئی استعمال کرتا ہے تو جائز ہے"۔

(کشف الباری جلد ۱ صفحہ ۱۷۳، کتاب اللباس)

سبز عمامے والے کے پیچھے نماز جائز ہے دیوبند کا فتوٰی

سوال: اماموں کو سبز یا نارنجی عمامہ باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سبز یا نارنجی رنگ کی شرعاً ممانعت نہیں ہے لہٰذا اس (سبز عمامے والے امام) کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ ۱۹۶۔)

نام نہاد راہ سنت والوں کا اقرار حق

دعوت اسلامی کی تردید کرتے ہوئے سبز عمامہ پر معترض ہونے والا معترض لکھنے پر مجبور ہے کہ "کسی بھی رنگ کی پگڑی پہننا جائز ہے"۔ (نام نہاد رسالہ راہ سنت نمبر ۲ صفحہ ۳۲)

پھر اس کے بعد سینہ زوری سے اس کے شعار کو بدعت قرار دینا ان دیوبندیوں کی نری خباثت ہے جب خود اقرار کر لیا کہ کسی رنگ کی پگڑی جائز ہے۔ تو کیا سبز عمامہ اس سے خارج ہے؟ جب خارج نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اپنی طرف سے پچر لگانا شعار والی اس کی نری بکواس ہے جہاں تک بعض عبارات جو کہ سبز عمامہ کی تردید وبدعت ثابت کرنے میں پیش کی ہیں ان میں مطلقاً تردید ہے۔ نہ کہ شعار بنانے کی تردید کی ہے تو پہلے ان عبارات کا جواب خود تمہارے ذمے ہے اس لیے کہ تم بھی تو جواز کا قول کر رہے ہو اور دلائل اس کی تردید اور اس کے بدعت ہونے پر دیئے جا رہے ہیں جن بد بخت لوگوں کو اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ ہم اپنے دعویٰ کے خلاف عبارات لکھ رہے ہیں یا اپنے مخالف کے وہ لوگ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کیے ہوئے ہیں یہاں تک بکواس کر رہے ہیں کہ تم اعلیٰ حضرت کا ایمان ثابت کرو ہم ان کے جواب میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

اولاً...... تم دیوبندیوں سے آج تک اپنے اکابر دیوبند کے ایمان کا ثبوت تو ہو نہ سکا اور سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کے بارے بکواس کرتے وقت تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔

ثانیاً...... جہاں تک سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے ایمان کی بات ہے۔ تو وہ تمہیں ہم سے الجھنا نہیں چاہیے بلکہ تمہیں اپنے اکابر مثلاً اشرف علی تھانوی وغیرہ سے

مناظرہ مجادلہ کرنا چاہیے جو سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی کو ایمان واسلام اور عشق رسول ﷺ کی سند دیئے ہوئے ہیں حوالہ جات کی تفصیل راقم الحروف کی کتاب ''امام احمد رضا بریلوی مخالفین کی نظر میں'' میں ملاحظہ کی جائے تمہارا کفر کا فتویٰ تمہارے اکابر دیوبند پر لگتا ہے۔اس لیے کہ اگر اعلیٰ حضرت بریلوی مسلمان نہیں تھے تو ان کو مسلمان اور عاشق رسول اور ان کو اپنا امام بنانے کے خواہش مند سب دیوبندی اکابر کافر ہوئے۔اس لئے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کتب فقہ میں مرقوم ہے۔

قارئین کرام! دیوبندیت کی کذب بیانیوں اور سینہ زوریوں کا اور ان کے مبلغ جہالت ہونے کا اندازہ اس چیز سے لگائیں لکھتے ہیں کہ دعویٰ مجددیت نے ساری ہی مشکلیں آسان کردیں اور ایک اصول مرتب کردیا گیا فقد من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر راہ سنت نمبر ۴ صفحہ ۲۰ کیا یہ اصول سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی نے بنایا ہے؟ ان عقل کے اندھوں جہالت کے پلندوں کو کیا خبر ہے اصول تو کتب فقہ حنفی اور خود دیوبندیوں کی کتابوں میں بھی اس کا مفہوم موجود ہے۔دیوبندیوں کو تو اپنے اکابر کی عبارات کفریہ پڑھ کر یہ ڈوب مرنا چاہیے۔

معترضین کی پیش کردہ روایت اور اس کا جواب

معترضین ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یتبع الدجال من امتی سبعون الفا علیہم السیجان میری امت میں ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے ان پر سبز چادریں ہوں گی۔(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۷۷) بعض لوگ سیجان کا ترجمہ سبز عمامہ بھی کردیتے ہیں:

الجواب: اس روایت کے کئی جواب ہیں

اولاً: یہ روایت موضوع من گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو ہارون ہے جس کا نام عمارہ بن جوین ہے۔اس پر محدثین کرام نے سخت جرح فرمائی ہے امام ذہبی نے نقل کیا ہے کہ اکذب من فرعون ۔فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا تھا قول صالح بن محمد میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۱۷۴ یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ امام شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا امام بخاری نے کہا کہ یحییٰ القطان نے اسے ترک کردیا۔امام احمد نے کہا کہ یہ کچھ نہیں امام ابن معین

کے ہاں محدثین کے نزدیک اس کی حدیث کی تصدیق نہ کی جائیگی۔امام ابوزرعہ نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے امام ابوحاتم نے کہا کہ ضعیف ہے امام نسائی نے کہا کہ یہ متروک الحدیث ہے یہ ثقہ نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے گی جوزجان نے کہا کذاب اور مفتری ہے۔ابواحمد حاکم نے کہا کہ یہ متروک الحدیث تھا اس کے علاوہ متعدد محدثین نے اسے کذاب اور متروک قرار دیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۲۱۴)

امام حماد بن زید نے اسے کذاب قرار دیا الجرح والتعدیل جلد ۲ صفحہ ۳۶۴، ابن معین نے اسے غیر ثقہ اور جھوٹا قرار دیا۔امام شعبہ بن حجاج نے فرمایا ابو ہارون سے روایت کرنے سے بہتر ہے کہ میں اپنی گردن کٹوادوں۔دارقطنی نے کہا کہ یہ شیعہ ہے اس طرح کی مزید سخت جرح کے لیے مندرجہ ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں حاشیہ جرح السنۃ صفحہ ۶۳ تاریخ ابن معین جلد ۲ صفحہ ۴۲۳، التاریخ الکبیر جلد ۶ صفحہ ۲۹۹، المجروحین جلد ۳ صفحہ ۱۷۷، کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی جلد ۳ صفحہ ۳۱۳)

وہابیہ کے نام نہاد محدث زبیر علی زئی نے ابو ہارون کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ راوی ضعیف متروک اور جھوٹا تھا۔لہٰذا یہ روایت (اس کی) موضوع ہے۔

(الحدیث جنوری ۲۰۰۶ صفحہ ۱۱)

ابو ہارون سخت مجروح راوی ہے ...... یہ روایت (اس کی) موضوع ہے۔

(الحدیث اگست ۲۰۰۸ء)

دیوبندی مناظر ماسٹر امین اوکاڑوی اس ابو ہارون کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔تجلیات صفدر جلد ۱ صفحہ ۱۲۲، وہابیہ کے محقق داؤد ارشد نے ابو ہارون کو کذاب قرار دیا ہے۔

(حاشیہ سبیل الرسول صفحہ ۲۰۸)

ثانیاً: محدث جلیل ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں امت اجابت مراد نہیں بلکہ امت دعوت مراد ہے اور یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ اصفہان کے یہودیوں والی روایت گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۷، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ [illegible])

ملا علی قاری علیہ [illegible] نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے سیدنا انس بن

مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یتبع الدجال من یہود اصفہان سبعون الفا علیہم طیالسة، ستر ہزار اصفہان کے یہودی دجال کی پیروی اختیار کرلیں گے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۵، مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۷۵)

ثالثاً: اس روایت میں سیجان کے کرہ کے ساتھ ساج کی جمع ہے جس سے مراد طیلسان اخضر ہے لسان العرب جلد ۲ صفحہ ۳۱۳، المنجد میں ہے طیلس کی جمع طیالس اور طیلسان اور طیلس سبز چادر کو کہتے ہیں جس کو علماء ومشائخ استعمال کرتے ہیں المنجد صفحہ ۶۱۱۔ طیلسان وہ چادر ہے جو اکثر قاضی اور خطیب کندھے پر ڈالتے ہیں فرہنگ فارسی صفحہ ۱۴۷ طیلسان ایک قسم کی چادر ہوتی ہے جو خطبہ پڑھنے والے اور قاضی لوگ اپنے کندھوں پر ڈالتے ہیں لغات کشوری صفحہ ۳۱۰ زبیدی لکھتے ہیں کہ ساج سبز رنگ کی چادر کو کہا جاتا ہے تاج العروس جلد ۳ صفحہ ۴۰۸، المعجم الوسیط میں ہے ساج کی تصغیر سویج اور جمع سیجان ہے ابن الاعرابی نے کہا سیاہ رنگ کی چادروں کو سیجان کہا جاتا ہے۔ دیگر آئمہ لغت نے بھی یہی کچھ بیان کیا ہے۔ (الصحاح صفحہ ۵۲۲، صراح صفحہ ۸۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین کا سیجان کا ترجمہ سبز عمامہ کرنا ان کی بددیانتی ہے جب سبز عمامہ ہے ہی نہیں پھر اس کا بطور دلیل اس روایت سے دعوت اسلامی والوں کو مطعون کرنا نری خباثت پر دال ہے اسطرح کذب بیانیوں سے اپنا موقف ثابت کرنا ان وہابیوں دیوبندیوں کو ہی زیبا ہے۔ اس لیے کہ انگریزی مذہب ایسے غلط طریقوں سے ہی ثابت کیا جاسکتا ہے۔

کتاب وسنت سے اپنا موقف ثابت کرنا ان کے بس میں نہیں ہے۔

رابعاً: سبز چادر خود رسول کریم ﷺ نے خود پسند فرمائی اس کے کثیر حوالہ جات گزشتہ اوراق میں ذکر کیے جاچکے ہیں اس نیت سنت کی وجہ سے سبز چادر کا اوڑھنا بھی ممنوع ومعیوب نہیں ہے۔ دجال کے پیروکار فیشن کی وجہ سے پہنیں گے۔ دعوت اسلامی والے فیشن کی وجہ سے سبز عمامہ نہیں باندھتے بلکہ سنت مستحبہ کی وجہ سے ماجور ہوں گے اسی نیت سنت سے سبز چادر بھی ممنوع نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے اس حدیث کی وجہ سے طیالسی چادروں کی مذمت کی ہے اس روایت کی وجہ سے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایسی جماعت کو دیکھا جو طیالسی چادروں میں ملبوس تھی اور وہ خیبر کے یہودیوں کے مشابہ تھے لیکن حق یہ ہے کہ طیالسی چادریں پہننے سے مراد چادر کے ساتھ سر

کو ڈھانپنا ہے۔ جو محمود ومسنون عمل ہے اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعدد احادیث مروی ہیں اگرچہ یہ کس قوت میں یہودیوں کا شعار تھا۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ بہر صورت بلاکراہت جائز ہے حدیث میں ہے طیلسان سے سر کو ڈھانپنا عرب کا رواج ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۳۵۶) ان دلائل قاہرہ سے ثابت ہوگیا کہ روایت بالا مشکوۃ والی سے دعوت اسلامی والوں کو دجال کا پیروکار کہنے والے بدبخت ہیں۔

مخالفین کی پیش کردہ عبارات اوران کا جواب

امام ابن حجر مکی کے فتاوی حدیثیہ سے فلا اصل نقل کر دیا مردولا ینھی عنھا وغیرہ فتاوی حدیثیہ صفحہ ۲۲۵ "کہ اگر کوئی باندھے تو منع نہ کیا جائے گا" کو ہضم کرگئے یہی حال حضرت امام سیوطی کی عبارت کا کیا۔

جہاں تک ملا علی قاری کی عبارت کا معاملہ ہے تو اس میں اول تو دیوبندی مولوی نے اپنی خباثت اور بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے سبز پگڑی کا لفظ طرف سے ترجمہ میں اضافہ کیا عبارت میں سبز کپڑا اور ترجمہ میں سبز پگڑی بنادی اس سے بڑھ کر بددیانتی کیا ہوسکتی ہے۔

ثانیاً: اس عبارت میں تکبر وفخر والے لباس کی بات ہے۔ مرقاۃ المفاتیح میں آگے اس کی وضاحت بھی موجود کہ شہرت والے کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہے جس کا پہننا حلال نہ ہو سے بات واضح ہے کہ کیا سبز عمامہ پہننا حرام ہے؟ اس کی حرمت کی دلیل بیان کی جائے۔ اس پر کون سی وعید سنائی گئی ہے پھر دعوت اسلامی والوں پر اس عبارت کو منطبق کرنا ان کی نری خباثت ہے اس لیے کہ عبارت میں تو ہے کہ جس نے تکبر فخرا اپنے کو زاہد ومتقی یا غیر عالم نے اپنے کو عالم ظاہر کرنے کے لیے ایسا لباس پہنا تو اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ دعوت اسلامی والے عاشقان مصطفے ﷺ کا ارادہ ونیت، زہد وتقوی کا اظہار کب ہے؟ یا فخر وتکبر سے کب پہنتے ہیں؟ کہ ایک طرف تو یہ دیوبندی اللہ کے محبوب ﷺ کے لیے علم غیب ماننے پر شرک کا فتوی دیں اور دوسری طرف ان کو دعوت اسلامی والوں کے دل میں زہد وتقوی کے اظہار اور فخر وتکبر کا علم ہے۔ نعوذ باللہ یہ رسول اعظم ﷺ سے دشمنی نہیں تو کیا ہے۔ یہ ان کی نری شقاوت قلبی دال ہے۔

ہمارا مشاہدہ تو یہ ہے کہ دعوت اسلامی کے احباب منسکر المزاج نہایت متواضع سنت کے متوالے ہوتے ہیں پھر اگر سبز عمامے سے تکبر آتا ہے سفید عمامے سے تکبر کیوں نہیں ہوسکتا۔ اگر سبز عمامے سے کسی کی دل شکنی ہورہی ہے لوگوں کی ذلت ہوتی ہے تو سفید اور سیاہ عمامے سے کیوں نہیں ہوتی ؟ پھر سبز عمامہ سے کب ریاکاری مقصود ہے کہاں کی بات کہاں جڑ دی صرف اور صرف ان کو دعوت اسلامی کی زبانوں پر عظمت رسول اکرم ﷺ کے ترانے اچھے نہیں لگتے۔ پھر سفینۃ القادر یہ کتب کو سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا ان کی نری جہالت ہے جس شخص کو کتابوں کے مصنفین کے نام بھی معلوم نہیں ہیں وہ بد بخت کہیں سے چوری کرکے عبارتیں لکھ رہا ہے۔ صرف اتنی بات کہ یہ زمانہ قدیم میں نہ تھا سے عدم جواز ثابت کرنا ان کی جہالت وخباثت پر دال ہے۔ وگرنہ خود دیوبندیوں کے کئی ایسے معمولات ہیں جو اس کے اس کلیہ کی زد میں آتے ہیں ہمیں اختیار مانع ہے۔ اس موضوع پر ہم الگ مضمون تحریر کریں گے ان شاء اللہ اس وقت ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بدعت کے سلسلے میں اپنے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کی بوادر النوادر صفحہ ۷۷۷ پڑھو جس میں بعض بدعات کو واجب بھی قرار دیا ہے اپنے تھانوی کی عبارت پڑھو اور ڈوب مرو شرم سے دعوت اسلامی کے احباب کا سبز عمامہ باندھنا التزام شرعی نہیں ہے۔ بلکہ ایسے عمامہ سے نفس عمامہ کے حوالہ سے ادائیگی سنت مراد ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم ﷺ نے سبز عمامہ سے منع کیا تو دیوبندیوں وہابیوں کو کیا حق حاصل ہے کہ اس کو منع کریں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی تو وہ اس سے ہے جسے معاف فرمادیا۔

(جامع ترمذی جلد ا صفحہ ۳۰۳، سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۴۹، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۶۷، سنن کبریٰ بیہقی جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۲ الفردوس جلد ۲ صفحہ ۱۵۸، المعجم للطبرانی جلد ششم صفحہ ۲۵۰، مستدرک جلد پنجم صفحہ ۴۳)

جب کوئی دلیل شرعی اس کی ممانعت میں موجود نہیں ہے تو کوئی امر اس کے لیے مانع نہیں ہوسکتا۔ کسی عالم کا تفرد پھر کب حجت ہوسکتا ہے وہ کوئی ہو پھر دیوبندی معترض نے لکھا کہ سفید عمامے کی ترغیب دی جاسکتی ہے (ملخصًا) دیوبندی معترض گویا اپنے قول کو ہی شریعت سمجھ کر مسئلہ بتلا رہا ہے اس لیے کہ چاہیے تو یہ تھا کہ اس پر کوئی صریح حدیث بیان کرتا جس میں سفید

عمامے کا حکم یا اس کی ترغیب ہوتی مگر ایسا کرنا اس کے بس میں نہیں ہے۔ اس کو تو سینہ زوری سے سبز عمامے کا رد کرنا مقصود ہے۔

قارئین کرام! ہم نے وہابیہ دیوبندیہ کے دلائل خود ساختہ کا پوسٹ مارٹم کردیا تحقیقی علمی دلائل سے، اس سے سبز عمامے کا جواز روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ دعوت اسلامی کے احباب سنت پر عمل کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ماجور ہوں گے پھر دیوبندیوں وہابیوں کا ہمارے ساتھ ان مسائل میں بحث کرنا عبث ہے اس لیے کہ عمامے کی مشروعیت کا تعلق تو مسلمان سے ہے۔ جو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے گستاخ ہوں تو وہ سرے سے مسلمان ہی نہیں ان کا ان چیزوں سے کیا تعلق ہے؟ ہم نے تو صرف دلائل اس لیے دیئے کہ یہ گستاخ بے ادب لوگ عامۃ الناس کو اپنے مکروں سے گمراہ نہ کرسکیں وگرنہ ان کو پہلے اپنا ایمان واسلام ثابت کرنا چاہیے ان کے بانی دیوبند قاسم نانوتوی نے حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کیا ہے۔ دیکھیں تحذیر الناس، اشرفعلی تھانوی نیر سول اکرم ﷺ کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے حفظ الایمان دیکھیں خلیل احمد انبیٹھوی نے رشید احمد گنگوہی کی تصدیق سے رسول کریم ﷺ کے علم مبارک سے شیطان کے علم کو زائد مانا ہے براہین قاطعہ میں دیکھ لو ایسی سینکڑوں کفر یہ گستاخانہ عبارات ان کی کتب میں موجود ہیں زیادہ کے تفصیل کے شائقین مولانا غلام مہر علی صاحب کی کتاب ''دیوبندی مذہب'' اور راقم الحروف کی کتاب ''دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف'' کا مطالعہ فرمائیں دیوبندیوں کے اکابر کا ان کفریہ عبارات کی بناء پر عرب وعجم کے سینکڑوں علماء نے ان کو کافر قرار دیا اور یہ کہ جو ان کے کفر پر واقف ہونے کے باوجود ان کو مسلمان جانے یا ان کے کفر وعذاب میں شک کرے اس کو بھی کافر قرار دیا ہے یہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں شائع موجود ہیں دیوبندیوں سے اہلسنت کا اصولی اختلاف ان کے اکابر دیوبند کی کفریہ عبارات پر ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مذہب حق اہل سنت پر قائم دائم رکھے آمین

بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

☆☆☆☆

سُنّی اور وہابی کا مطلب

علامہ مولانا شہزاد احمد نقشبندی (جہلم)

آج کل کندھوں پر من دو من پٹھو اٹھائے ایک ٹولہ گلی گلی، نگر نگر گھومتا، مسجدوں میں ڈیرے لگائے لوگوں کو "آؤ دین کی باتیں کریں" کی دعوت دیتا نظر آتا ہے، جسے تبلیغی جماعت کا نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

عن أبی سعید الخدری و أنس بن مالك عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال سیکون فی أُمتی اختلاف وفرقة قوم یحسنون القیل و یسیئون الفعل۔ ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ عنقریب میری اُمت میں اختلاف اور گروہ بندی ہوگی ایک قوم ہوگی وہ گفتار کے اچھے ہوں گے اور کردار کے بُرے ہوں گے (ابو داؤد شریف، کتاب السنۃ، باب فی قتال الخوارج حدیث 4689، ابن ماجہ شریف، باب فی ذکر الخوارج، حدیث 168)۔

یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص ان کو دیکھتا ہے تو ان لوگوں کی گفتار سے دھوکا کھا جاتا ہے۔
لیکن درحقیقت یہ لوگ سخت بے ادب اور گستاخ ہیں۔ جب بھی کوئی انہیں گستاخ کہتا ہے تو فوراً کہنے لگتے ہیں کہ نہیں جناب ہم گستاخ نہیں ہیں۔ ہم کیسے گستاخ ہو سکتے ہیں؟ ہمارے مسلک میں اس قدر علماء ہیں اور کیا علماء گستاخ ہو سکتے ہیں؟ ہم تو لوگوں کو نماز اور روزے کی تبلیغ کرتے ہیں اور یہ جو سُنّی کہلواتے ہیں یہ تبلیغ نہیں کرتے پھر بھی اپنے کو سُنّی کہلواتے ہیں، وغیرہ۔

جب ہم تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمارے پاس ایک کردار سامنے آتا ہے جو کہ عابد اور زاہد تھا۔ اور اس نے اس قدر اللہ کی عبادت کی تھی کہ زمین و آسمان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں تھا جہاں اس نے اللہ کو سجدہ نہ کیا اور اپنی اسی پارسائی کی وجہ سے وہ فرشتوں کا استاد بھی تھا۔ لیکن جب اسے نبی کی تعظیم کا حکم ہوا تو

اس نے انکار کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام عبادت کو ضائع کر دیا اور اسے اپنی بارگاہ سے نکال دیا، یہ کردار ہے شیطان لعین۔ تو پتہ چلا کہ عالم بھی گمراہ ہو سکتا ہے جب وہ اللہ کے نبی کی تعظیم نہ کرے۔ جب فرشتوں کا استاد بے ادب ہو سکتا ہے تو یہ بچوں کے استاد کیا معصوم عن الخطا ہیں؟

اندھے وہابیو! کیا تمہیں دعوت اسلامی نظر نہیں آتی۔ یہ سبز عمامے سروں پہ سجائے، بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیوں کی میٹھی میٹھی صدا لگاتے، لوگوں کی دین کی دعوت دیتے ہوئے اسلامی بھائی تمہیں نظر نہیں آتے؟

وہابیو! اگر مزید تسلی چاہتے ہو تو تمہارے ہی گھر سے کہلوائے دیتا ہوں کہ تم گستاخ ہو۔

مولوی فیض الحسن سہارنپوری سے کسی نے بدعتی اور وہابی کی تعریف پوچھی تو انہوں نے یہ جواب دیا "وہابی بے ادب با ایمان اور بدعتی با ادب بے ایمان کا نام ہے" (مجالس حکیم الامت، صفحہ 282 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد 2 صفحہ 372 جلد 4 صفحہ 52 ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ 55 مطبوعات چٹان لاہور)۔ وہابیوں کے چند عقائد حسین احمد دیوبندی کانگرسی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت والجماعت سے قتال کیا۔۔۔ نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔۔۔ شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔۔۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔۔۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں۔۔۔ وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں۔۔۔ وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس

کے استعمال کرنے وورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں۔۔۔۔وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔۔۔۔وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح وبدعت کہتے ہیں اور علی ہذ القیاس اذکار اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، صفحہ 42 تا صفحہ 67 مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیو بند۔ ایضاً، صفحہ 184 تا صفحہ 211 مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین، لاہور)۔

مجرموں کی طرف سے اس اقبال جرم کے بعد عرض یہ ہے کہ مولوی فیض الحسن سہارنپوری اور پنڈت کرپارام برہمچاری کا یہ کہنا کہ "وہابی بے ادب باایمان" سراسر غلط ہے۔ چودہ سو سال سے پوری اُمت کے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کا بے ادب ہے وہ کافر ہے، اس لئے میں کہوں گا کہ نبی ﷺ کا بے ادب کبھی باایمان نہیں ہوسکتا۔

اور جو نبی ﷺ کا باادب ہو وہ بے ایمان نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام لوگوں کو بے ادبوں کی صحبت سے محفوظ فرمائے۔

شیطان کو جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے تو اس نے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو فرمایا کہ تو نے میرے نبی کی تعظیم سے انکار کر کے میری حکم عدولی کی ہے، اس لئے بستر اُٹھاؤ اور میری بارگاہ سے نکل جاؤ۔

تو آدم نوں سجدہ نہیں کیتا، کر میری بارگاہ وچوں گول بستر

تیری قسمت وچ میں لکھ دتا، کدی بند بستر، کدی کھول بستر

شیطان نے بستر اُٹھایا، بغل میں دبایا اور یہ کہتا ہوا اللہ کی بارگاہ سے نکل گیا۔

تو مینوں آدم دی وچ توں کڈیا ای، اگا جانداہاں میں کچھ وچ مار بستر

بدلے لیساں اسے دی اولاد کولوں، کرساں لکھاں کروڑاں تیار بستر

پنڈ پنڈ بسترے تے رائے ونڈ بستر، ہر گلی تے ہر بازار بستر

کلیاں دوزخ وچ میں نہیں جاواں گا، میرے نال ہوسن بے شمار بستر

اللہ تعالیٰ تمام اہلسنت کا حامی وناصر ہو۔

وما علینا الا البلاغ المبین

تبصرہ کتب

نام کتاب: ہم نماز کس کے پیچھے ادا کریں۔

مصنف: مولانا محمد شہزاد قادری ترابی حفظہ اللہ تعالیٰ

مولانا شہزاد قادری ترابی حفظہ اللہ نے اس کتاب میں نماز کی اہمیت، امام کی شرائط، بدعتیوں کی پہچان اور دیوبندیوں، وہابیوں کے گستاخانہ عقائد کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سعودی نجدی وہابیوں کے عقائد اور کرتوت اصل حوالہ جات کے ساتھ پیش کئے ہیں تا کہ عام مسلمان بھی ان کے کفریہ گستاخانہ عقائد سے واقف ہوسکیں۔ جن میں دکھایا گیا ہے کہ نجدیوں نے امہات المومنین وصحابہ کرام کے مزارات کو شہید کیا وغیرہ۔ (نجدیوں کے دیگر عقائد ومظالم کی تفصیل کتاب میں ملاحظہ کریں) کتاب کی زبان بہت آسان اور عام فہم ہے یہ کتاب حج وعمرہ کرنے والوں کو ضرور پڑھنی چاہئے تا کہ ان گستاخ سعودی نجدیوں سے بچ سکیں۔ زیر تبصرہ کتاب 80 صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب ملنے کا پتہ: زاویہ پبلشرز C-8 محی الدین بلڈنگ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور۔

فون 042-37248657-03009467047

نام کتاب: شرک کیا ہے اور مشرک کون؟

مصنف: مناظر اسلام ابوالحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہٗ 0300-7422469

دیوبندی اور غیر مقلد وہابی اہل سنت وجماعت کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں اور خود کو موحد مسلمان سمجھتے ہیں زیر تبصرہ کتاب میں اہل سنت کے نوجوان قلم کار مصنف کتب کثیرہ مناظر اسلام علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی حفظہ اللہ نے وہابیوں کو آئینہ میں ان کا اصل چہرہ دکھایا ہے کہ جن امور کی وجہ سے یہ اہلسنت کو مشرک کہتے ہیں خود ان امور میں مبتلا ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کیلئے بہت مفید رہے گا۔ کتاب کے کل 166 صفحات ہیں۔ کتاب ملنے کا پتہ: اویسی بک سٹال، جامع مسجد رضائے مجتبیٰ، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ۔ 0333-8173630

نام کتاب: الکاویہ علی الغاویہ

مصنف: حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

رد مرزائیت میں مناظر اسلام علامہ محمد عالم آسی قدس سرہٗ کی مشہور زمانہ کتاب ''الکاویہ علی الغاویہ'' کی جلد اول (1931ء کے بعد اب تقریباً 80 سال بعد) مجاہدین ختم نبوت کے زیر اہتمام ادارہ تحفظ عقائد اسلام، کراچی نے عقیدہ ختم نبوت سیریل کی گیارھویں جلد میں شائع کر دی ہے۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت اور مرزائیوں کے دلائل کا رد نہایت عالمانہ طور سے کیا گیا ہے جس کے جواب سے مرزائی آج تک عاجز ہیں۔ ادارہ تحفظ اسلام اس سے پہلے بھی دس جلدوں میں مسئلہ ختم نبوت (رد مرزائیت) پر مندرجہ ذیل علمائے اہل سنت کی کتب شائع کر چکا ہے۔ مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام رسول امرتسری، قاضی فضل احمد لدھیانوی، مولانا حامد رضا خان، فاتح قادیان پیر سید مہر علی شاہ، مولانا انوار اللہ حیدر آبادی، شاہ عبد العلیم میرٹھی، حافظ ضیاء الدین سیالوی، علامہ قاضی غلام گیلانی، علامہ قاضی غلام ربانی، مولانا پیر سید ظہور شاہ قادری، مولانا غلام مرتضیٰ ساکن میانی، علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش، مولانا کرم الدین دبیر، مفتی عبد الحفیظ آگرہ، مولانا ظہور احمد بگوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ملنے کا پتہ: ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ، آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر Z-III، عالمگیر روڈ، کراچی۔ 021-34219324

نام کتاب: اخراج اسلام از ہند

مصنف: مرتضیٰ احمد خان میکش

یہ کتاب ان خونچکاں واقعات کا ایک مرقع ہے جو ہندوستان کے آزاد ہو جانے پر اس دیار کے کلمہ گویانِ توحید کو پیش آئے اور مشرقی پنجاب سے مسلمانوں کے کلی اخراج اور ارض ہند میں مسلمانوں کی انتہائی تذلیل پر اختتام پذیر ہوئے۔ یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز ہے جس میں مورخانہ ذمہ داریوں کے ساتھ 1947ء کے انقلابات ان کے اسباب و علل اور نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملنے کا پتہ: اویسی بک سٹال، جامع مسجد رضائے مجتبیٰ، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ۔

نوٹ! درج بالا تمام کتب داتا دربار مارکیٹ کے مکتبوں سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

کلمہ حق ملنے کے پتے

مکتبہ اعلیٰ حضرت 042-37247301
نزد ستا ہوٹل، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

کرمانوالہ بک شاپ
گنج بخش روڈ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

دار النور 0314-4979792
ستا ہوٹل، دربار مارکیٹ، لاہور

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ، لاہور 042-37213575

ظہیر جاوید قریشی
(جامعہ مہریہ ضیاء العلوم) حسن [illegible] کول روڈ، ایبٹ آباد

چوہدری اعجاز احمد (مکتبہ فیضان سنت)
0345-5124811
آمز: مسجد ڈھوک علی اکبر (گری روڈ) راولپنڈی

محمد عدنان عطاری (شافی میڈیکل سٹور)
روہتاس روڈ، چونگی نمبر 5، جہلم 0321-5421003

محمد مسعود قاسم (دفتر شباب اسلامی پاکستان)
بھیرہ شہر، راولاکوٹ آزاد کشمیر 0346-3536494

امیر علی رضا قادری (مکتبہ فیضانِ رضا)
ڈاکٹر اختر پلازہ دکان نمبر 2 ڈھڈیال، آزاد کشمیر 0343-5453485

محمد ظہیر عطاری 0322-6380472
چک نمبر 203 ر۔ب، مانانوالہ نزد عزیزیہ مسجد، نئی آبادی فیصل آباد

مکتبہ رضویہ 021-32627897
فیروز شاہ سٹریٹ، گاڑی کھاتہ بالمقابل شفیع ھال، آرام باغ، نزد ایم اے جناح روڈ، کراچی

والدین سے محبت کا تقاضا
فتوح الشام
میلاد مناؤ
بہارِ فقہ
حدائق بخشش
تلفظ درست کیجیے